محمد سرور احمد خاں قادری

# خطوطِ رضا

مرتبہ
ڈاکٹر عبد النعیم عزیزی

# سوانحِ رضا بزبانِ رضا

مرتبہ
ماسٹر معوان علی

# حرفے چند

ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی، بریلی شریف

اشعار اور نثری تحریرات کی طرح مکاتیب بھی شخصیت کے آئینہ دار ہوتے ہیں۔ کسی شخص کے ذہنی ارتقاء کی جستجو میں خطوط بہت ہی معین ثابت ہوتے ہیں نیز سوانحی ادب کی تیاری میں خطوط بنیادی حیثیت رکھتے ہیں۔

مختلف اقوام کے مشاہیر کے مکاتیب کی روشنی میں انکی شخصیات کے جائزے کی روایت چلی آرہی ہے۔ امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ العزیز صرف عالمی شہرت ہی کے مالک نہیں تھے بلکہ عالمی اہمیت کے بھی حامل تھے اور ان کی شہرت اور اہمیت وعظمت میں روزافزوں اضافہ ہی ہوتا چلا جا رہا ہے۔ مشاہیر اہل سنت سے ان کے روابط تھے، ان کے مکتوب الیہم کا حلقہ بہت ہی وسیع تھا۔

مجدد اسلام، امام احمد رضا نے جہاں سواد اعظم اہلسنت کے مشاہیر علماء ومشائخ، اپنے خلفاء، تلامذہ، مریدین کے خطوط کے جوابات دئے ہیں، انہیں خود بھی خطوط لکھے ہیں وہاں چند بیگانوں سے بھی مراسلت فرمائی ہے، رداور تعاقب کے طور پر، انہیں دینی وشرعی امور میں ان کی جارحانہ حرکت وجسارت سے رجوع کرانے کی خاطر اور اتمام حجت کے طور پر اور اس طرح کے چند تردیدی وتعاقبانی مکاتیب چند علمائے اہلسنت کو بھی ارسال فرمائے ہیں۔

اعلیٰحضرت امام احمد رضا کے خطوط نجی، خانگی، علمی، ادبی، سیاسی، سماجی مختلف نوعیات پر مشتمل ہیں جن میں کچھ تو آپ کی تصنیفات وملفوظات میں بھی شامل ہیں، کچھ "الطاری الداری" مرتبہ حضرت مفتی اعظم ہند بریلوی، "حیات اعلیٰحضرت" حصہ اول از ملک العلماء مولانا ظفرالدین احمد صاحب، "اکرام امام احمد رضا" (مصنفہ حضرت برہان ملت مفتی برہان الحق، مرتبہ ڈاکٹر مسعود احمد) "بعض مکاتیب اعلیٰحضرت" از مولانا عرفان علی صاحب بیسلپوری، "مکتوبات امام احمد رضا خاں بریلوی" مرتبہ مولانا محمود احمد قادری وغیرہ میں شائع ہو چکے ہیں



لیکن اب بھی بہت سے مکاتیب لوگوں کی نگاہوں سے دور کچھ نہ کچھ صاحبان کے پاس ضرور ہوں گے اور اچھی خاصی تعداد میں ہوں گے۔ اگر تمام مکاتیب گرامی دستیاب ہو جائیں تو انکی روشنی میں امام احمد رضا کی ایک بسیط سوانح مرتب ہوسکتی ہے اور ان کی حیات وشخصیت اور تقدیسی کارناموں کے نئے نئے روشن زاوئے اور گوشے سامنے آسکتے ہیں۔

امام احمد رضا کے خطوط گوناگوں خصوصیات کے حامل، حسن ظاہری وحسن باطنی سے آراستہ پیراستہ ہیں۔ آپ کے مکاتیب گرامی کے مطالعہ سے حسب ذیل محاسن کا پتہ چلتا ہے:-

القاب وآداب میں تنوع وندرت، سادگی وسلاست، مضامین ومفاہیم یا خطوط کی نوعیات کی نسبت سے اسالیب میں تنوع، ایجاز واعتدال واستدلال، شان ادبیت، دل افروزی، فرض شناسی، خلوص وللٰہیت، صلہ رحمی، دینی درد اور تڑپ، تواضع، اصاغرنوازی، پیرزادگان، سادات کرام، علماء ومشائخ کا ادب واحترام وغیرہ!

زیرنظر مجموعہ میں شامل خطوط سے ان حقائق کا ثبوت خود ہی مل جائے گا۔ یہ مکاتیب امام احمد رضا۔ جناب ماسٹر معوان علی صاحب مدظلہ ابن مرید امام احمد رضا حضرت مولانا عرفان علی صاحب بیسلپوری رحمۃ اللہ علیہ سے راقم کو حاصل ہوئے تھے جنہیں مرتب کر کے مخدوم گرامی منزلت، صاحبزادہ حضرت صدرالشریعہ، مولانا بہاء المصطفیٰ صاحب قبلہ کو دکھایا۔ حضرت نے اس مجموعہ کو چھپوانے کی ذمہ داری لی اور اس طرح یہ مجموعہ زیور طبع سے آراستہ ہو کر "قادری کتاب گھر"، بریلی شریف کے توسط سے منظر عام پر آیا۔

راقم محترم ماسٹر معوان علی صاحب اور مخدوم مکرم حضرت مولانا بہاء المصطفیٰ صاحب کا شکرگزار ہے اور متشکر ہے مالکان قادری کتاب گھر، بریلی شریف کا۔

رب عظیم ہم سبھوں کو دینی خدمات کا مزید جذبہ عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین علیہ الصلاۃ والتسلیم!

# ترجمه

ہر روز بعد نماز عشاء سوتے وقت مندرجہ ذیل درود ساٹھ بار پڑھے اور جمعہ کی رات میں بے حاجت مسنون طریقہ پر غسل کرے اور پاک وسفید لباس پہنے اور خوشبو لگائے اور اپنے نزدیک خوشبو جلائے اور تنہائی میں اس درود کو پانچ سو بار پڑھے اور کسی سے بات چیت اور کسی دوسرے کام میں مشغول نہ ہوکر پاک بستر پر سوئے اور نیند آتے وقت تک اولین وآخرین کے سردار، تمام عالم کی مرحمت حضور ﷺ کے چہرۂ انور کا تصور جمائے رہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اسی رات سراپا سعادت کی زیارت سے مشرف ہوگا اور اگر ایسا نہ ہوا تو دوسرے جمعہ کو پھر ایسا ہی عمل کرے اور تین جمعہ تک کرے۔

انشاء اللہ تعالیٰ حضور رحمت عالم ﷺ کے دیدار وزیارت سے محروم نہیں رہے گا۔ اللہ تعالیٰ ہم کو بھی اس برگزیدہ نبی اور امیدیں پورے کرنے والے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ واصحابہ وسلم کے صدقے نعمت دیدار وزیارت عطا فرمائے۔

**درود شریف یہ ہے** :- اللھم صل علیٰ سیدنا محمد بعددما عندك من العدد فی كل لحظة ولمحة من الازل الی الا بد وعلیٰ اٰله وسلم۔

فقیر احمد رضا نے اس دینی بھائی کو جو عارف باللہ اور واصل الی اللہ ہیں یعنی جناب مرزا غلام قادر بیگ صاحب کو اجازت دی۔ اللہ ان کو بخش دے اور تمام بھلائیوں کے درجۂ آخر پر پہنچائے اور ان پر اولیاء کرام جو کائنات کے سردار ہیں، کے برکات جاری فرمائے۔ آمین یا رب العالمین۔

۲رشعبان روز یک شنبہ ۱۲۹۴ھ

......☆......



# نگاہ اولیں

نحمده و نصلی علی حبیبه الکریم

دیگر زبانوں کی طرح اردو زبان میں بھی صوفیاء، اولیاء، علماء نیز شعراء و ادباء کے مکاتیب کی اشاعت کی بھی روایت چلی آرہی ہے۔ بزرگان دین اور علماء شریعت کے خطوط جہاں زبان وادب کے شاہکار ہوتے ہیں وہیں دین وشریعت اور تصوف وطریقت کی الجھی گتھیاں آسان پیرائے میں سلجھانے کا ذریعہ بھی ہوتے ہیں اور یہی ان بزرگان دین کا اصل مطمح نظر ہوتا ہے جس کی مثال ہمارے سامنے حضرت سید یحییٰ منیری علیہ الرحمہ کے مکتوبات ''یک صدی و دو صدی'' اور حضرت مجدد الف ثانی فاروقی قدس سرہ العزیز کے مکتوبات ہیں۔

۱۴رویں صدی ہجری کے مجدد اعظم دین وملت، امام عشق ومحبت حضرت سیدنا امام احمد رضا نور اللہ مرقدہ کے خطوط علمی فنی شاہکار ہیں اور جنکی اپنی ایک ادبی شان بھی ہے۔ ان مکاتیب گرامی کی اہمیت وافادیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔

محترم ڈاکٹر عبد النعیم عزیزی صاحب نے ان خطوط رضا کی تدوین وترتیب وتزئین وغیرہ کا کام بڑی سلیقہ مندی سے انجام دیا۔ مرید رضا حضرت مولانا عرفان علی صاحب کے صاحبزادے عالی جناب ماسٹر معوان علی صاحب نے خطوط عزیزی صاحب کو دئے۔ اور پھر فقیر کے پاس آئے فقیر ان دونوں حضرات کا شکر گزار ہے۔

دعا ہے مولا تعالیٰ مالکان قادری کتاب گھر کو مزید خدمت دین کی سعادت عطا کرے اور آفات سے محفوظ و مامون رکھے۔ آمین، بجاہ سید المرسلین علی التحیۃ والتسلیم۔

طالب خیر

بہاء المصطفیٰ قادری

ابن صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان

## اعلیحضرت کے اجازت نامہ کا عکس

اللھم صل علی سیدنا محمد بعدد ما عندک
من العدد فی کل لحظة ولمحة من الازل
الی الابد وعلی اله وسلم



بسم الله الرحمٰن الرحیم

# اعلیحضرت کا اجازت نامہ

عطیۂ بہیہ حضرت پیر و مرشد برحق، قبلہ و کعبۂ مطلق، آقائے نعمت، دریائے رحمت مداللہ ظلہم العالی کہ از معمولات متبرکات سلسلۂ علیہ و عالیہ قادریہ بایں فدوی خیر خواہی غلام بارگاہ بمحض فضل و کرم عطا کند۔

ہر روز کہ بعد نماز عشاء وقت خفتن شصت بار درود مذکور ذیل بخواند شب جمعہ بے حاجت اغتسال بر طریقۂ سنت کند و جامۂ پاک و سفید پوشد و خوشبو مالد و بخورات نزد خود دارد و در خلوت درود مسعود را پان صد بار بخواند و بے کلام کردن یا بکار دیگر مشغول شدن بر بستر پاک بخواہد و تا وقت خواب تصور صورت کریمۂ حضور سید الاولین والآخرین رحمۃ اللعالمین ﷺ ملحوظ دارد۔ انشاء اللہ ہماں شب بشرف زیارت سراپا سعادت مشرف گردد ورنہ بجمعۂ دیگر ہمچناں کند تا ۳/ جمعہ انشاء اللہ العظیم از دربار دربار حضور رحمۃ للعٰلمین ﷺ محروم نخواہد ماند رزقنا اللہ بحرمۃ ھذا النبی المجتبیٰ والجیب المرتضی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ واصحبہ وسلم۔ درود مقدس ایں ست۔

اللھم صل علی سیدنا محمد بعدد ما عندك من العدد فی كل لحظة ولمحة من الازل الی الابد و علیٰ اله وسلم.

اجازه الفقير احمد رضا غفرالله له لا خيه فی الدين العارف بالله الواصل الی الله خباب مرزا غلام قادر بيگ صاحب اوصلهم الله تعالیٰ اقصی الغايات من جميع الخيرات وافاض عليهم من بركات اوليائه الكرام سادات الكائنات۔ آمين يا رب العالمين.

۲/ شعبان روز یکشنبہ ۱۲۹٤ھ

۱-نام کتاب.......................................... خطوط رضا

نام مرتب.......................................... ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی

(۲)

نام کتاب.......................................... سوانح رضا بزبان رضا

نام مرتب.......................................... ماسٹر معوان علی

## زیر اہتمام

ابوالعلیٰ قادری

فون نمبر:-2477674

سال طباعت:-2004

## ملنے کے پتے:-

(۱) قادری کتاب گھر، اسلامیہ مارکیٹ، بریلی شریف ۲۴۳۰۰۳

(۲) اہلسنت کے تمام کتب خانوں سے بھی حاصل کر سکتے ہیں۔



# فہرست

غیر مطبوعہ

# خطوط رضا

مرتبہ

ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی

# سوانح رضا بزبان رضا

مرتبہ

ماسٹر معوان علی

## ناشر

قادری کتاب گھر، اسلامیہ کالج
مارکیٹ - بریلی شریف 243003

# حضرت ابو القاسم سید شاہ الحاج اسمٰعیل حسن میاں قبلہ مارہروی قدس سرہ کے نام

(۱)

۷۸۶ حضرت بابرکت دامت برکاتہم آداب وتسلیم۔

اشد البلاء علی الانبیاء ثم الامثل زلا مثل ایک ہفتہ میں دو واقع اور بنات کے جن کی نسبت حدیث ہے الحمد لہ فزالبنات من المکرمات اپنے جد اکرم سیدنا حسین شہید علیہ الرضوان کا واقعہ یاد فرمائیں کہ چند گھنٹے میں آنکھوں کے سامنے سارا ہرا بھرا باغ تاراج ہوا اور خود راہ مولا میں سر دیا۔ حضرت انہیں کے بیٹے ہیں۔ حضرت کو تلقین صبر فرمائی گئی ہے۔ مولیٰ عزوجل ان کو جنت عالیہ عطا فرمائے اور حضرات کو اجر جزیل وصبر جمیل آمین، والتسلیم۔

بخدمت حضرت مولانا مولوی حافظ سید محمد میاں صاحب دامت برکاتہم

فقیر احمد رضا قادری غفرلہ

(عطیہ خصوصی مارہرہ شریف)

(۲)

۷۸۶-حضرت بابرکت دامت برکاتہم العالیہ آداب -اسی وقت حضرت مہدی میاں صاحب قبلہ دامت برکاتہم کے مفاوضہ عالیہ سے حال انتقال ان کی محل مقدس کا معلوم ہوا۔ ہم اسی کے مال ہیں اور اسی کی طرف ہم کو پھرنا ہے اسیکا ہے جو اس نے لیا اور اسی کا ہے جو اسنے دیا۔ اور ہر چیز کی اس کے یہاں ایک عمر مقرر ہے جس میں کمی بیشی نا متصور ہے اور محروم تو وہ ہے جو ثواب سے محروم رہا۔ مولیٰ تعالیٰ انکو جنت الفردوس عطا فرمائے اور سب پسماندان کو اجر جزیل وصبر جمیل دے۔ حضرت سے صبر کے متعلق عرض کرنا کیا کہ صبر تو اس دودمان عالی کا تمغا ہے۔ بحضرت حامی سنت ماحی بدعت سید مولوی مولانا محمد میاں صاحب دامت برکاتہم بعد تسلیم مضمون



واحد۔ حضرت نے عربی تاریخ کے لئے ارشاد فرمایا تھا۔ اسی وقت چار مصرع لکھ بھیجے ہیں۔ حضرت سے بھی عرض کردوں۔

زوج حفیہ خاتم الاکابر......سیدۃ سہیۃ سعیدۃ

ارخ موتہا الرضا بدیہۃ ......وجدھا حافظۃ شہیدۃ

۱۳۳۷ھ

شب جمعہ کی موت شہادت ہے یہاں بھی امراض ہیں۔ مصطفیٰ رضا اور اسکی ماں اور اسی کی دو بہنیں اور تین بھانجے ان سب لوگوں کو بخار ہے ۲۶ روز مجھے بھی بخار آیا دعا درکار ہے۔ زیادہ ادب۔

فقیر احمد رضا قادری غفرلہ ۲ محرم ۳۷ھ

(عطیہ خصوصی مارہرہ مطہرہ)

......☆......

## بنام حضورسید شاہ نور عالم میاں صاحب
## صاحبزادہ سرکار خورد مارہرہ مطہرہ

حضرت سیدی شاہ نور عالم میاں صاحب قبلہ نے سوؔدا کے مندرجہ ذیل مطلع کا مطلب دریافت فرمایا تھا۔

ہوا جب کفر پیدا ہے یہ تمغائے مسلمانی - نہ ٹوٹے شیخ سے زنار تسبیح سلیمانی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم......نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

بشرف ملاحظہ حضرت والا دامت برکاتہم - ظاہر مطلب شعر جہاں تک شاعر نے مراد لیا ہوگا صرف اتنی مناسبت دیکھ لینا ہے کہ دانۂ سلیمانی میں جس کی تسبیح عباد و زہاد رکھتے ہیں شکل زنار موجود ہے اور اس کا رکھنا تمغائے فقر قرار پایا ہے۔ شاعر کہ مذہباً سنی نہ تھا، اور بدگمانی تمغائے شعرا ہے غالباً اس سے زائد کچھ نہ سمجھا ہوگا۔ ورنہ یہ ایک بیہودہ معنی تھے مگر اتفاقاً اسکے قلم سے ایک لفظ ایسا نکل گیا جس نے اس شعر کو بامعنی و پر مغز کر دیا۔ یعنی لفظ ثابت زنار کہ کافر باندھتے ہیں۔ زنار زائل ہے کہ ایک جھٹکے سے ٹوٹ سکتا ہے اور دانۂ سلیمانی میں اسکی تصویر ثابت ہے کہ جب تک دانہ رہے گا قائم رہے گی۔ یوہیں کفر دو قسم ہے ایک کفر زائل جو کفر کفار ہے اور جس کی سزا خلود فی النار ہے۔ ہر کافر موت کے بعد اس سے باز آتا ہے قال تعالیٰ واتخذوا من دون اللہ الحقۃ لیکونوا لھم عزا ہ کلا سیکفرون وبعبادتھم ویکونون علیھم ضدا. دوسرا کفر ثابت جو ابدالآباد تک قائم رہے گا جسے علمائے دین نے جز و ایمان فرمایا ہے وہ ہے جسے قرآن عظیم ارشاد فرماتا ہے من یکفر بالطاغوت ویومن باللہ فقد استمسک بالعروۃ الوثقی لاانفصام لھا واللہ سمیع علیم ہ ابراہیم علیہ الصلاۃ والتسلیم نے اپنی قوم سے فرمایا انا رو ومنکم وما تعبدون من دون اللہ کفرنا بکم ہم بیزار ہیں تم سے اور اللہ کے سوا تمہارے معبودوں سے۔ ہم تم سے کفر و انکار رکھتے ہیں۔ صحیح حدیث میں ہے جب مینھ برستا ہے اور



مسلمان کہتا ہے ہمیں اللہ کے فضل و رحمت سے مینھ ملا۔ اللہ عزوجل اسے فرماتا ہے مؤمن بی وکافر بالکوکب۔ مجھ پر ایمان رکھتا ہے اور نچھتر سے کفر و انکار۔ الحمد للہ طاغوت و شیطان و بت و جملہ معبودان باطل کے ساتھ مسلمانوں کا یہ کفر و انکار ابدالاباد تک قائم رہیگا بخلاف کفر کفار کے کہ اللہ و رسول سے انکا کفر قیامت بلکہ برزخ بلکہ سینے پر دم آتے ہی جس وقت ملئکہ عذاب کو دیکھیں گے زائل ہو جائیگا مگر کیا فائدہ والٰئن وعصیت قبل. اب معنی واضح ہو گئے کہ جو کفر ثابت ہے وہ تمغائے مسلمان بلکہ جز و ایمان ہے بخلاف کفر زائل والعیاذ باللہ تعالیٰ اسی وقت صحیفہ شریفہ ملا فوری جواب حاضر ہے۔

......☆......

# تاج العلماء حضرت مولانا سید شاہ اولاد رسول محمد میاں صاحب قبلہ مارہروی علیہ الرحمہ کے نام

(۱)

۷۸۶ بوالاخدمت سراپا برکت ''حامی سنت'' ماحی بدعت دامت برکاتہم - بعد تسلیم مع الکریم ملتمس۔ رسالہ مبارکہ موصول ہو جانے سے اطمینان ہوا۔ ولہ الحمد! اس مسئلہ میں عبادات بحر الرائق و درمختار و امداد الفتاع وغیرہا موہم واقع ہوئیں۔ تحقیق یہ ہے کہ اگر بھول کر مشغول بجماع ہوا اور اب یاد آیا یا آخر شب میں مشغول ہوا اور صبح ہو گئی تو معاً جدا ہو گیا، روزہ صحیح ہے اور اگر ایک لحظ بھی توقف کیا روزہ نہ ہوا قضا لازم آئے گی، اگرچہ انزال نہ ہو لیکن کفارہ کسی حال میں نہیں اگرچہ بعد کو قصداً آخر فراغ تک مشغول رہے اس کے مطابق رسالہ مبارکہ میں بنا لیجئے والتسلیم

فقیر احمد رضا قادری غفرلہ

(عطیہ خصوصی مارہرہ شریف)

(۲)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم......نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

بشرف ملاحظہ حضرت بابرکت 'حامی سنت' ماحی بدعت حضرت مولانا مولوی سید محمد میاں صاحب دامت برکاتہم التسلیم مع التکریم......کرم نامہ بدریافت حال نیاز اشتمال تشریف لایا۔ یوم جمعہ کا واقعہ عجب رحمت عظیمہ کا واقعہ ہے جس کی نظیر نظر میں نہیں۔ میں اندر مکان میں بڑے پنکھے کے نیچے کتاب دیکھ رہا تھا پنکھے کی ڈوری باہر کے مکان تک نکال دی گئی تھی، باہر سے پنکھا کھینچا جاتا تھا کہ قوی کشش چاہتا تھا۔ پہلے ایک ہلکا پنکھا تھا ہوا کم دیتا تھا۔ اسی دن حاجی کفایت اللہ صاحب نے یہ دوسرا پنکھا ڈبل تختہ کا کہ وزن میں ۱۲-۱۴ سیر پختہ ہوگا لگایا اور یہ خیال نہیں کہ اس کی ڈوریاں اس کی متحمل نہ ہوں گی۔ پنکھا ٹوٹا اور میرے کان پر آ کر گرا۔ اگر سر پر



گرے تو پاش پاش کر دے، شانے پر گرے تو ہڈی توڑ دے، منہ پر آئے تو ایک دانت سلامت نہ رکھے مگر کریم عز و جل کا حفظ مانع تھا۔ اتنا بڑا طویل عریض وزنی ثقیل صرف کان کے ایک جوبھر حصے پر لگا فوراً میری زبان سے یا رسول اللہ نکلا۔ کان ہی پر کم از کم اس کا اثر یہ ہونا چاہیئے تھا کہ پردہ پھٹ جاتا مگر الحمد للہ یا رسول اللہ کی برکت کہ اصلاً صدمہ نہ پہونچا خفیف خون نکلا۔ باقی خیریت ہے والحمد للہ رب العٰلمین خلاصہ یہ ہے کہ مولیٰ سبحانہ تعالیٰ نے نماز جنازہ کو نماز جمعہ سے بدل دیا۔ ولہ الحمد فی الاولیٰ والاخرہ وصلی اللہ تعالیٰ ھذا الحبیب الامان الامین والہ وصحبہ وابنہ وحزبہ اجمعین. بوالاخدمت حضرت بابرکت جناب مستطاب سیدنا شاہ حافظ حاجی مولانا سید اسمٰعیل حسن میاں صاحب دامت برکاتہم عرض تسلیم مع التکریم۔

فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ، ۲۰ر شوال المکرم ۳۳ھ

(عطیہ خصوصی مارہرہ مطہرہ)

(۳)

حضرت بابرکت دامت برکاتہم

السلام علیکم ورحمۃ وبرکاتہ...... یہ حدیث سیدنا ابوذر علیہ الرضوان سے مسند امام احمد میں یوں ہے قال قلت یا (رٓ) ای الانبیاء کان اول قال آدم قلت یا (رٓ) ونبی کان قال نعم بنی مکلّم۔

اور زادر الاصول تصنیف امام حکیم الامہ ترمذی کبیر میں انسے مرفوعاً یوں ہے اول الرسل آدم و آخرہم (مٓ) علیہ وعلیہم افضل الصلاۃ والسلام۔

والا نامہ کل یک شنبہ کو بعد روانگی ڈاک ملا ورنہ کل ہی جواب حاضر کرتا والتسلیم.

فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ

۱۷ر رمضان المبارک ۳۸ھ

ے یہاں وہ لفظ ہے جسکا ترجمہ (فرستادۂ ذات جمیع کمالات) ہے کارڈ ہونے کے سبب نہ لکھا۔

ے یہاں نام اقدس ہے۔

پس از تسلیم مع التعظیم والتکریم ملتمس خدمت سامی۔سوالات گرامی کہ متعلق باصول دین ہیں اورامر جوعقائد تمام امور سے اہم واقدم اوران میں بفضلہٖ تعالیٰ نہ تامل کی حاجت نہ مراجعت کتب کی ضرورت کہ عقائد بعونہ عزوجل سینہ میں ہیں نہ صرف سفینہ میں لہٰذا اسکے مختصراور انشاء اللہ الکریم حسب فرمائش سامی کافی جواب فوراً حاضر کرتا ہے باقی فرمائش بخول قدیر عقب سے حاضر ہوں گے والتسلیم مع التکریم۔

(۱) صفتیں چار قسم ہیں۔اولی نفسیہ کہ کسی معنی زائد علی الذات پر دال نہ ہو جیسے وجوداور بعض کے نزدیک قدم وبقاوازلیت وابدیت بھی،"وفیہ مافیہ وقدتعرف النفسیة بما یجب للذات غیر معلل بعلة اقول ولیس بشیٔ فانه یشتمل الامهات السبع" ۔دوم زاتیہ کہ صفات معانی بھی کہتے ہیں جومعنی موجودِ قائم بالذات پر دال ہوں یہ اشاعرہ نے سات گنیں۔حیات ،علم،سمع، بصر،قدرت ،ارادہ،کلام۔اور ہمارے ائمہ ماتریدیہ نے آٹھویں تکوین بھی کہ صفات اضافی مثل تخلیق وترزیق واحیاءواماتت کوشامل ہے۔

سوم-اضافیہ مثل خالقیت زید ورازقیت عمرو ومنها عند التحقیق الاحوال التی تسمی الصفات المعنویة لاتباعها قیام المعنی کالعالمیة والقادریة وذلك لان الاحوال لاوجود لها وما هی الانسبته بین الذات والمعنی کالعالم والعلم والقادر والقدرة۔

چہارم سلبیہ مثل غذا ووحدانیت وقیام بنفسه ومنهافی التحقیق القدم ولا زلیة ای لا اول له والبقاء والا بدیة ای لااخرله والسرمد یة ای لاله اول والآخر. قسم اول یقیناً عین ذات ہےھوالحق المبین والالتفات الی تیویشات بعض المتاخرین. اوردوقسم اخیر غیرذات ہیں کہ موجود حقیقی نہیں اعتباریات ہیں بلکہ حقیقۃً وہ صفات ہی نہیں کہ صفت وہ جوقائم بذات ہو اوراعتباریات قائم بذات اوراحدیت نہیں رہی ۔قسم دوم کہ حقیقۃً وہی صفت ہے وہ لاعین ولا



وغیر ہے۔عین بمعنی ہو بہونہیں کہ مصداق یعنی ما علیہ الصدق معنی زائد علی الذات ہے اگرچہ مصداق بمعنی مابہ الصدق نفس ذات ہےفافهم فقدخطی علی ناس والله الهادی الی صراط مستقیم اورغیر بمعنی متصورالانفکاک نہیں کہ کسی موطن کسی حضرت میں انکاذات سے انفکاک معقول نہیں۔اقول حتی کہ ظرف خلطہ وتعدیہ میں کہ تعقل ذات محال ہےاور جوتعقل ہے ذات نہیں بلکہ ایک مرآۃ ملاحظہ ہے کہ اہل حق کے نزدیک تعقل حوادث میں بھی انکاغیر ہے کہ حق حصول اشیاباشباجہا ہےنہ باتفسها کما لهجت به الفلاسفه واضطربوافی دفع مالزمهم من ت ناقضات لمقرراتهم ومناقضات للعقول فقد کالوا ان العلم کیف ثم زعموانحاده مع المعلوم وهو یکون جوهراً اوعرضامن مقولات آخر فیلزم الخلط بین المقولات وقیام الجواهر بغیره وقیامه بذاته قضیة ذاته لاخاصیة وجوده فی ظرف دون ظرف کما زعم ابن سینانہ کہ ذات علیه.جس کاتعقل محال ہے بالجملہ صفات ذاتیہ لوازم ذات ومقتضائے نفس ذات ہیں لہٰذانہ متحدالمصداق وعین ہیں نہ متصورالانفکاک وغیر۔

(۲) کا جواب بھی اول سے واضح ہوگیا جوحقیقۃ صفات ہیں وہی لاعین ولاغیر ہیں اوروہ نہیں مگر صفات ذاتیہ قسم اول کہ عین ہے یادوقسم آخر کہ غیر ہیں حقیقۃً صفات نہیں بلکہ خودذات ہیں یاغیرفی النفسہ قدم بھی انہیں ذاتیہ کا حصہ ہےاور تفسیر تو خودذات قدیمہ علیہ ہے۔ہاں اعتباریات واقعیہ بوجودمنشاموجودہوتے ہیں تو جہاں منشاقدیم ہے سلب موہم خلاف مرادہوگالہٰذاایسے اطلاق سے احترازلازم ہوگا جس سے معاذاللہ حدوث منشایاقیام حوادث کاابہام ہووقد قال اتممنا ان مجرد ایهام المعنی المحال کاف فی المنع فافهم وتثبت فانه مزلة اعاذنا الله وایاك فی الدین من کل زلة آمین. اوریہ بھی واضح ہواکہ امہات سبعہ میں وجودنہیں بلکہ حیات ہے کہ وجود سے اخص مطلقا اورمناطستہ باقیہ ہے۔وجودان سے اعلیٰ صفت نفسیہ ہے۔ہاں تحقیق یہ ہے کہ صفات ذاتیہ کے انہیں سبعہ ثمانیہ میں حصر پردلیل نہیں بلکہ کمالات الٰہیہ غیرمتناہیہ ہیں اوروہ

سب صفات ذاتیہ اور سب قدیم اور سب لاعین ولا غیر ہیں کما افادہ الامام محمد السنوسی فی شرح عقیدتہ ام البراھین اقول والفرار من تکثر القدماء لا معنی لہ بحملماتبتین ان المتنع قدم ذاتین لاذات وصفات واذا جاء سبعة الآف الف وجازمالا یتناھی والا لایتم الفرار الابمازعمت المعتزلة اوالکرامیتہ الفجار والعیاذ باللہ العزیز الغفار.

(۳) یہ مسئلہ متاخرین متکلمین کے نزدیک معضلات مسائل سے ہے۔ بعض نے وجوب وجود کی تصریح کی اور امام رازی نے فرمایا میں اللہ عزوجل سے اس کہنے پر استخارہ کرتا ہوں کہ صفات فی نفسہ ممکن بالذات ہیں وانا اقول وباللہ التوفیق. مسئلہ بحمدہ تعالیٰ بہت واضح ہے اور توفیق لائح۔ وجود دو قسم ہے مستقل وناعتی صفت کیلئے وجود اول وجوب درکنار ممکن بھی نہیں قطعاً محال ہے والالزم الانقلاب اور صفات الٰہیہ کیلئے وجود دوم قطعاً واجب اور اسے تعدد وجبا سے علاقہ نہیں کہ لازم التوحید وجود مستقل کا وجوب ہے۔ وجود رابطی تو زوجیت کا اربعہ کیلئے واجب ہے بالجملہ دو وجود فی نفسہ واجب نہیں کہ وجود للشے کہ یہ واجب للذات ہوئے نہ کہ بالذات لوازم ذات کا وجود بعینہ وجود موصوف ہے لان الشی اذا ثبت ثبت بلوازمہ ورنہ شے ولازم شی میں جعل متحلل ھوا. اربعہ کا جعل ہی اس کی زوجیت کا جعل ہے نہ یہ کہ اربعہ جدا مجعول ہوا اور زوجیت جدا اور جاعل نے علیحدہ جعلون سے انہیں بنا کر ایک کو دوسرے کا لازم کر دیا۔ یوہیں ذات علیہ کا وجود کہ قدیم وواجب بالذات ہے بعینہ وجود جملہ صفات ہے کہ وہ لوازم ومقتضائے نفس ذات ہیں تو نہ مجعولیت ہوئی نہ تعری نہ تعدد وجبا۔ رہا یہ کہ نفس ذات صفت ومعہ قطع النظر عن الوصفیۃ فی حد ذاتہا واجب نہیں تو ضرور ممکن ہے اور ہر ممکن جاعل۔ اقول اولاً یہ ایک مرتبہ واہمیہ انتزاعیہ ہے خارج میں جس کے لئے وجود نہیں اور ظرف ذہن میں وجود ضرور حادث ومخلوق ہے اور وہ وجود صفت الٰہیہ نہیں کما قدمنا بلکہ صفات مثل ذات تعقل سے متعالیات۔ ثانیاً اہل حق کے



نزدیک جعل وخلق وایجاد واحداث واختراع وتکوین وابداع سب مترادفات ہیں ممکن محتاج مرجح ہے اور اقتضائے ذات علیہ سے بڑھ کر اور کیا مرجع ہوسکتا ہے؟ مگر وہاں تخلل ارادہ نہیں کہ حدوث و تعری ومقدوریت لازم آئے نہ صفات حادثہ ہیں کہ مقدور ومحتاج جاعل وموجود خالق ہوں۔

(۴) بلاشبہ اللہ عزوجل پر کچھ واجب نہیں۔ نقص اکمال صفات میں ہے خلق قبیح قبیح نہیں تو وہ جو چاہے کرے ہرگز نقص نہیں نہ کسی کام کا فعل یا ترک اسپر واجب کہ اصلاً کسی شق میں کوئی نقص اسے لاحق نہیں ہوتا۔ کفر سے بڑھ کر قبیح کیا ہے؟ پھر اسے کس نے خلق کیا ھل من خالق غیر اللہ یفعل اللہ مایشاء ان اللہ یحکم مایرید واللہ خلقکم وما تعملون۔ وجوب علیہ کا انکار ہے نہ وجوب منہ کا بلکہ وہ واجب ہے اور اسکا عدم نقص ہے کہ اللہ عزوجل پر محال ہے۔ الشی مالم یجب لم یوجد۔ اس نے تخلیق زید کا ارادہ فرمایا وجود زید واجب ہوگیا کہ اسے وجود پر بھی عدم ممکن ہوتو ارادہ سے مراد متخلف ہو اور یہ نقص ہے مگر یہ وجوب منہ ہوا کہ اسی نے ارادہ فرما کر زید کا وجود واجب کر دیا اور وہ نہ فرماتا تو واجب درکنار وجود محال تھا اور یہ ارادہ فرمانا اسپر واجب نہ تھا تو وجوب علیہ نہ ہوا۔ یہی حال وعدہ کا ہے۔ اس نے وعدہ فرما کر شی واجب کر دی کہ جس طرح مختلف ارادہ محال ہے یوہیں خلف وعدہ یہ اسکا خود واجب فرما دینا ہوا نہ کہ اسپر واجب ہونا کہ وعدہ فرمانا اسپر واجب نہ تھا۔ اگر وعدہ نہ فرماتا ہرگز وجوب نہ ہوتا کتب علی نفسہ الرحمة . نہ کہ کان یجب علیہ ان یرحم یا من لا یجب علیہ شئ ولا یقبح منہ شئ ارحمنا برحمتہ تغیر بھافی الدین والدنیا والآخرۃ عن رحمة من سواك آمین وصلی اللہ تعالیٰ علی رحمةالھداۃ الرؤف الرحیم المبعوث رحمة للعلمین و علی آلہ و صحبحہ اجمعین آمین۔

(۵) سید المحبوبین محمد رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں من کان اللہ ورسولہ احب الیہ مما سواھما محبت رسول من حیث ہو رسول ہے اور وہ بعینہ محبت اللہ عزوجل ہے اور شے اور اسکے نفس میں تفاضل معقول نہیں۔ اس میں کمی بیشی کرنا محبت رسول کو محبت الٰہ سے جدا ماننا ہے تو محبوب جدا

جدا ہوئے۔ ایک اللہ اور ایک رسول یہ کھلا شرک فی الجنۃ ہے والعیاذ باللہ رب العلمین۔ اور یہیں سے ظاہر ہوا کہ یوں کہنا کہ اللہ سے ایسا مشغول ہوں کہ رسول کی بھی فرصت نہیں مرتبۂ رسالت سے جہل اور مشغولی باللہ کے دعوی میں کذب ہے۔ حقیقۃً مشغولی الہٰ نہ مشغولی رسول سے جدا ہو سکتی ہے نہ مشاغل باللہ ہرگز رسول سے مستغنی ثبتنا اللہ تعالیٰ وایاکم بالقول الثابت فی الحیوۃ الدنیا وفی الآخرۃ وصلی اللہ تعالیٰ وبارک وسلم علی سیدنا ومولانا وحبیبنا وما دینا وآلہ و صحبہ وابنہ الکریم وامتہ الطاھرۃ آمین! والحمد للہ رب العلمین والسلام مع الاکرام۔

.....☆.....



## بنام صدر الافاضل حضرت مولانا سید نعیم الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم—نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

مولانا المجل المکرم، ذی المجدوالکرم، حامی السنن، ماحی الفتن جعل کاسمہ نعیم الدین السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ ان اللہ مااخذ وما اعطیٰ وکل شرعندہ باجل مسمی انما یوفی الصبرون اجرھم بغیر حساب۔ وانما المحروم من حرمہ الثواب۔ غفر اللہ لمولانا معین الدین ورفع کتابہ فی علین۔ ویبیض وجھہ یوم الدین۔ والمحقہ بنبیہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ وبارک وسلم علیہ و علی الہ و ذویہ اجمعین واجمل صبرکم واجزل اجرکم وجبر کرمکم ورفع قدرکم امین۔

یہ پرملال کارڈ روز عید آیا۔ میں نماز عید پڑھنے نینی تال گیا ہوا تھا شب کو بیخواب رہا تھا اور دن کو بیخور وخواب اور آتے جاتے ڈانڈی میر چودہ میل کا سفر۔ دوسرے دن بعد نماز صبح سو رہا سو کر اٹھا تو یہ کارڈ پایا۔ اسی وقت یہ تاریخیں خیال میں آئیں۔ ایک بے تکلف قرآن عظیم سے اور انشاء اللہ تعالیٰ فال حسن ہے۔ دوسری حسب فرمائش سامی فارسی میں مگر دو شعر کیلئے فرمایا تھا یہ پانچ ہو گئے اور مادے میں ایک کا تخرجہ کرنا ہوا جس کا میں عادی نہیں مگر اس میں کوئی لفظ قابل تبدیل نہ تھا لہٰذا یوہیں رکھا اور اسی روز سے مولانا المرحوم کا نام تابقائے حیات انشاء اللہ تعالیٰ روزانہ ایصال ثواب کیلئے داخل وظیفہ کرلیا۔ وہ تو انشاء اللہ تعالیٰ بہت اچھے گئے مگر دنیا میں ان سے ملنے کی حسرت رہ گئی۔ مولیٰ تعالیٰ آخرت میں زیر لوائے سرکار غوثیت ملائے۔

آمین اللھم آمین۔

تاریخ از قرآن عظیم

رزق ربک خیر

۱۳۳۹ھ

| | |
|---|---|
| یک شہادت وفات در رمضاں | دیگر مرگ جمعہ شہادت دگرست |
| مرض تپ شہادت سو میں | بہر ہر سہ شہادت خبرست |
| در مزارست چشم وایعنی | پے دیدار یار منتظر ست |
| مردہٗ ہرگز نہ معین الدین | کہ تراچوں نعیم دیں پسرست |
| از رضا سال بے سر اہمال | قرب صدق ملیک مقتدرست |

۱۳۳۹ھ

شب عید کی بیخوابی اور دن کو بیخور وخواب اور دوپہر سفر کا پیچ وتاب اس کے سبب کل شام تک حالت روی رہی۔ میں قابل حاضری ہوتا تو سر سے چل کر مزار کی زیارت اور آپ کی تعزیت کرتا۔ مصطفیٰ رضا کل صبح بریلی گئے۔ میں نے کہہ دیا ہے کہ تعزیت کیلئے حاضر خدمت ہوں۔ کل شام تک طبیعت کی بہت غیر حالت نے اس نیاز نامہ میں تعویق کی اور آج اتوار تھا لفافہ نہ مل سکتا تھا اب حاضر کرتا ہوں۔ والسلام مع الاکرام، سب احباب کو سلام۔

شب پنجم شوال مکرم ۳۹ھ از بھوالی

......☆......



# خطوط بنام مولوی عرفان علی صاحب

(۱)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

برادر دینی ویقینی مولوی عرفان علی صاحب سلمہ.......................السلام علیکم ورحمۃ وبرکاتہ

مولوی عبدالباری صاحب نے ان ایک سو ایک اور ان کے سب امثال سے توبہ چھاپ دی۔ میری رائے میں آپ بھی فوراً ایک اشتہار جس کا مضمون مولوی عبدالاحد صاحب کو لکھ دیا ہے چھاپکر بیسلپور میں جلسہ کریں اور جلسہ کی طرف سے مولوی عبدالباری صاحب کو مبارکباد کا تار بھیج دیں۔ تفصیل کیلئے مولوی عبدالاحد صاحب کا خط ملاحظہ کیجئے۔

فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ

از بھوالی ضلع نینی تال بازار پیش ڈاکخانہ

شب ۱۵/ماہ مبارک ۳۹ھ

(۲)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

برادر دینی ویقینی مولوی محمد عرفان علی صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج عصر کے وقت آپ کا کارڈ دیکھا، استغفر اللہ کوئی بات اصلا پریشانی کی نہیں نہ اس میں کوئی حرف ایسا ہے، آپ اس طرف اصلا توجہ نہ کریں۔ اپنے طور پر اطمینان کافی دلاتا ہوں۔ دو تصدیقیں ہزارہ سے آئیں ایک کشمیر سے آئی دو اور وہاں سے آنے والی ہیں ایک

ایک نیازنامہ حاضر کئے ہوئے آج آٹھ دن ہوئے دوسرا حاضر کئے ہوئے چار روز ہوئے جواب کا انتظار ہے۔صاحبزادی کی طبیعت ناساز تھی اسکی بھی خیریت سے اطلاع نہ آئی۔اپنے والد ماجد اور بھائی صاحب کی خدمت میں فقیر کا سلام لکھئے اور یہ کہ بعد نماز عشاء ۱۱۱بار پڑھ لیا کریں طفیل حضرت دستگیر دشمن ہوئے زیر اول آخر ۱۱-۱۱بار درود شریف !بعونہ تعالیٰ شریران کے شر سے پناہ ہوگی۔

والسلام

از بریلی-یکم جمادی الاول ۳۲ھ روز شنبہ

......☆......



# خط بنام شیخ عظمت علی صاحب بیسلپوری

برادر دینی ویقینی مکرمی کرم فرماو علیکم السلام ورحمۃ و برکاتہ

مخمس آیا-ابھی دیکھا نہیں۔زیادہ ضرورت اس بات کی ہوئی کہ قاضی عطا علی صاحب کا مضمون بنا کر پندرہ دن سے زائد ہوئے لفافہ میں رکھ کر، قاضی صاحب نے جو اپنا پتا لکھا تھا یعنی بیسلپور ضلع پیلی بھیت محلہ قاضی ٹولہ اس پتے پر بھیج دیا اور قصداً ۱۰ کے زیادہ ٹکٹ نہ لگایا کہ اس کا بیرنگ ہو جائے تو اطمینان سے پہنچے۔میں اس انتظار میں تھا کہ اب طبع ہو کر آتا ہوگا۔آپ کے خط سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اب تک پہنچا نہیں۔اسکی تحقیق کامل طور کی جائے، چٹھی رساں سے دریافت ہو کہ کسے دیا۔جس قدر اس میں اضافہ کیا وہ اصل کے برابر ہوگا جسکی نقل بھی یہاں نہیں ہے۔ اپنے والد ماجد سے سلام گزارش کیجئے نیز قاضی عطا علی صاحب سے۔مدت ہوئی میں نے ایک خط آپ کے خط کے جواب میں لکھا اور اس میں بعض دعائیں پڑھنے کے قابل تھیں۔معلوم نہیں وہ خط پہنچا یا نہیں۔فقط والسلام

۱۰ر رمضان مبارک روز شنبہ ۳۲ھ

(۲)

برادرم سلمہ و علیکم السلام ورحمۃ اللہ و برکاتہ-مولا تعالیٰ آپ کے ایمان آبرو جان و مال کی حفاظت فرمائے۔بعد نماز عشا ۱۱۱ر بار طفیل حضرت دستگیر دشمن ہوئے زیر پڑھ لیا کیجئے اول آخر ۱۱،۱۱بار درود شریف۔اور آپ کے والد ماجد کو مولیٰ تعالیٰ سلامت رکھے باکرامت رکھے ان سے فقیر کا سلام کہئے۔یہی عمل وہ بھی پڑھیں نیز آپ دونوں صاحب ہر نماز کے بعد ایکبار آیۃ الکرسی اور علاوہ نمازوں کے ایک ایک بار صبح و شام سوتے وقت بعونہ تعالیٰ ہر بلا سے حفاظت رہے گی۔ دوپہر ڈھلے سورج ڈوبنے تک شام ہے اور آدھی رات ڈھلنے سے سورج چمکنے تک صبح، اس بیچ میں ایک ایک بار علاوہ نمازوں کے ہو جایا کرے اور ایکبار سوتے وقت۔ایک رسالہ کے ساتھ نسخے

تصدیق محمود آباد سے آئی۔ میرا مسئلہ بفضلہٖ تعالیٰ ابناء زماں کی تصدیقات کامحتاج نہیں لھٰذا اس طرف توجہ نہ کی گئی۔ اب آپ کے کہنے سے انشاء اللہ تعالیٰ اس کا بھی انتظام کیا جائے گا۔ آپ بطور خود کہیں سوال نہ بھیجئے مولیٰ تعالیٰ انشاء اللہ العزیز یہاں سے انتظام کر دیگا۔ آپ کی حق پرستی پر میں آپ کے لئے دعائے خیر کرتا ہوں۔ والسلام

فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ

شب دہم ربیع الآخر شریف ۳۲ھ

(۳)

راحت جانم برادر دینی مولوی منشی محمد عرفان علی صاحب

ملحوظ انظار رحمت سرکار رسالت باش آمین السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

دو تعویذ بھیجتا ہوں چھوٹا سر درد کا ہے سر پر بندھیگا بڑا شفاء امراض کا ہے۔ آپ کا عنایت نامہ جس میں آٹھ نسخہ رد کانپوری مطلوب تھے بہت تلاش کیا نہ ملا اور مجھے محلّہ کا نام مشتبہ ہو گیا تھا آخر باہر تلاش کرایا تو مولٰینا امجد علی صاحب کے نام آپ کا کارڈ ملا اور یہی حکمت غیب اس کے کم ہونے میں تھی۔ اس کارڈ سے واضح ہوا کہ بعونہ تعالیٰ وہاں کے مسلمان اتباع سنت پر آمادہ ہو گئے۔ مولیٰ تعالیٰ استقامت دے۔ اب دو ہی جلدوں کی حاجت ہے لہٰذا پلندہ کھلوا کر دو نسخہ رد کانپوری اور ایک نسخہ اہانۃ التواری اور دس اشتہار بھیجتا ہوں، اشتہار مساجد و بازار میں چسپاں ہو جائیں پلندہ ہی میں وہ دونوں تعویذ ہیں۔ حضرت جناب مولانا الاسد الاشد جناب مولانا مولوی محمد وصی احمد صاحب محدث سورتی دامت برکاتہم اگر تشریف رکھتے ہوں فقیر کا سلام گزارش کر دیجئے اور حضرت کی وجہ تشریف آوری سے اطلاع دیجئے۔ سب احباب کو سلام اپنی طبیعت کی خیریت سے مطلع فرمایئے گا۔ پیلی بھیت کب جائیں گے؟

فقیر احمد رضا قادری، از بریلی ۳۰؍ ربیع الآخر شریف ۳۲ھ



(۴)

برادر دینی و یقینی مولوی عرفان علی صاحب زید کرمہ السلام علیکم ورحمۃ وبرکاتہ

دبدبۂ سکندری میں آپ کا مضمون رد تحریر دیوبندی میں دیکھ کر کمال مسرت ہوئی۔ اس کے متعلق دوسرے ہفتہ میں ایک کھلا خط اور پچاس روپے کے انعام کا وعدہ مولانا امجد علی صاحب نے چھاپا اور ایک ہفتہ کی مہلت دی تھی ہفتہ گزر گیا، آج جو پرچہ آیا اسکے جواب سے خالی ہے، اسی پرچہ میں ایک ورق بطور ضمیمہ ایک صاحب مولوی سید اولاد علی مرادآبادی نے چھپوایا تھا جس میں احمد میاں کی اس تحریر کا کمال محققانہ جواب تھا جو اس سے پہلے پرچہ میں انکی چھپی تھی۔ کیا یہ ضمیمہ آپکی نظر سے نہ گزرا؟ وہاں دبدبہ کس کس کے یہاں جاتا ہے دریافت سے معلوم ہوگا۔ اس جواب کے بعد اس تحریر کے دوسرے جواب کی حاجت نہ ہوتی۔ وہاں پرچہ جو پیلی بھیتیوں نے کرامت نامہ احمد میاں کے نام سے چھاپا وہ ان کا ہونے میں بہت سا شبہ ہے۔ اس سے پہلے بعینہ اس مضمون کا ایک جہالت نامہ کسی نے گنج مرادآباد سے ایڈیٹر دبدبہ کو بھیجا تھا۔ جناب مولوی وصی احمد سے اسکے بارے میں استفسار ہوا اور انہوں نے گنج مرادآبا کو کرامت نامہ تحریر فرمایا وہاں سے سب نے انکار لکھ بھیجا کانوں پر ہاتھ دھرا کہ ہم کو اصلا خبر نہیں کسی مفسد نے ہماری طرف سے لکھ بھیجا۔ بعینہ وہی مضمون اس میں ہے عجب نہیں کہ یہ بھی ایسا ہی افترا ہو۔ ان صاحبوں سے دریافت کرایا ہے عجب نہیں اس کا بھی انکار کر دیں تو خود ان کا منکر ہونا بعونہ تعالیٰ جواب سے زیادہ نافع ہوگا۔ ابھی اس میں تامل چاہیئے اور ایسے معاملات میں اگر تحریر پہلے یہاں دکھلا لیجایا کرے یا جناب مولوی وصی احمد صاحب تو انسب ہے۔ آپ نے ان تحریروں کا جواب دبدبہ میں بھیجا ہے انکو فوراً لکھ دیجئے کہ دیکھنے کے لئے یہاں بھیجدیں اور اس سے ضرور اطلاع دیجئے کہ ہفتۂ گزشتہ میں ایک ورق ضمیمہ جواب تحریر احمد میاں پیلی بھیت میں پہنچا تو آپ کی نظر سے کیوں نہ گذرا؟ حضرت مولانا وصی احمد صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر میرا سلام پہنچایئے اور یہ کہ

بھیجتا ہوں اسمیں رامپور کے دوسرے فتویٰ کے رد کے علاوہ بہت فوائد ہیں۔ اخیر میں شرق
غرب تک کے تمام علماء سے ۶۰ سوال ہیں۔ جن حضرات نے بحمدہ تعالیٰ موافقت کی ہے یا بعونہ
تعالیٰ آئندہ موافق ہوں وہ مستثنےٰ ہیں جو خلاف کریں وہ انکا جواب دیں اور نہ دیں تو ہر عاقل
جان لے گا کہ پانی مرتا ہے، جان بچاتے ہیں، بات پالتے ہیں، اپنا پردہ کھلنا نہیں چاہتے جب
علمی سوالات خاص متعلقہ مسئلہ سے گریز کرتے ہیں جیسے آج تک ان پانچ سوالوں سے گریز کیا
ہے یہاں تک کہ اس رامپوری دوسرے فتوی کے صفحہ ۶ پر پانچ سوالوں کی نسبت وعدہ لیا کہ علیحدہ
علیحدہ لکھ کر جواب اسکے تحت میں آیا جاتا ہے اور صفحہ ۱۳ پر جھٹ کروٹ بدل دی کہ باقی پانچ
سوالوں کا جواب اس وقت دیا جاسکتا ہے کہ سائل اپنی غرض ظاہر فرمائے۔ ملاحظہ ہو وعدہ کرکے
بھی پلٹ گئے، وعدہ کرتے وقت ان کو سائل کی غرض معلوم تھی اب مجہول ہو گئے اور حقیقۃً خوب
پہچانتے ہو کہ ان سے کیا غرض ہے، اس میں تو اپنی غلطیوں کا پردہ فاش ہوتے دیکھا کہ وعدہ
چھاپ کر بدل گئے۔ خیر جب پانچ ہی سوال تھے اب ۶۵ ہیں۔ اگر حق پرستی منظور ہو تو دیکھئے کیسی
محبت کی دعوت دیکر یہ سوال کئے گئے ہیں۔ ان کے جوابوں سے بعونہ تعالیٰ سب پردے اٹھ
جائیں گے اور اگر حسب سابق جان بچائی تو سخن پروری کا ہر شخص کو اختیار رہے۔ ایماندار عقلا یوں
بھی بعونہ تعالیٰ سمجھ لیں گے کہ بوجہ گریز نہیں کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے۔ بیسلپور، پیلیبھیت
رامپور کے تمام اہلسنت اس دینی معاملہ کے صاف کرنے کا ثواب کمائیں۔ مولوی سلامت اللہ
صاحب سے ان ۶۵ سوالوں کے جواب صاف صاف بے اینچ و پیچ لیں۔ ہماری طرف سے وعدہ
لکھ کر چھاپ دیا گیا ہے کہ حق آپ کی طرف نکلا تو ہم فوراً قبول کریں گے وہ بھی اقرار لکھ دیں کہ
ان سوالوں کی بحث تمام ہونے پر حق ہماری طرف ظاہر ہو تو وہ فوراً قبول فرمالیں۔ یہ سنی لوگ اس
میں کوشش نہ کریں تو اس کا مطالبہ ان پر رہے گا اور یہ پوری کوشش کریں اور مولوی سلامت اللہ
صاحب کسی طرح جواب کے پہلو پر نہ آئیں تو ان کو ظاہر ہو جائے گا کہ کون حق طلب ہے اور کون



ضد پر۔ فقیر کا یہ نیازمندانہ پیام بعد سلام تمام اہلسنت بیسلپور کو پہنچا دیجئے۔ اس رسالے میں یہ
بھی ظاہر کر دیا ہے کہ مدینہ طیبہ کے فتویٰ کا جو غل مچایا ہے بحمدہ تعالیٰ محض جھوٹ ہے اور یہ بھی بتا دیا
ہے کہ اگر حق ظاہر ہونا چاہو تو ہم اور سب سنی بھائی ہیں الگ الگ اپنی اپنی کہہ کر ہار جیت کی
کوشش کیوں کریں بلکہ ہمارے یہ ۶۵ سوال اور جو سوال آپ بڑھانا چاہیں سب ملا کر حرمین
شریفین بھیجیں کہ فریقین کے پورے خیالات سن کر انہیں صحیح فیصلہ کا موقع ہو ورنہ جیسا سوال ویسا
جواب لہٰذا ہم نے تنہا سوال بھیجنا نہ چاہا کہ ہم کو حق کی طلب ہے نہ ضد اور ہار جیت ادھر والے
اگر اسے نہ مانیں تو وہ جانیں۔ رسالہ آج یا کل بعونہ تعالیٰ روانہ ہوگا۔

احمد رضا غفرلہ

......☆......

# بنام حضرت مولانا عبد العزیز صاحب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

برادرعزیز مولانا عبدالعزیز سلمہ العزیز عن کل رجیز۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا خط آیا، خوش کیا۔اللہ تعالیٰ آپ کو دست شفا بخشے اور جفا و شقا سے محفوظ رکھے۔برادرم تم طبیب ہو میں اس فن سے محض ناواقف مگر وہ دلی محبت جو مجھے تمہارے ساتھ ہے مجبور کرتی ہے کہ چند حرف تمہارے گوش زد کروں۔

(ا) جان برادر! مشکل ترین امور ہنگام استخراج احکام جزئیہ ہیں جیسے فقہ وطب۔جس طرح فقہ میں صدہا حوادث ایسے پیش آتے ہیں جنکا جزئیہ کتب میں نہیں اور ان پر حکم لگانا ایک سخت دشوار گزار پہاڑ کا عبور کرنا ہے جس میں بڑے بڑے ٹھوکریں کھاتے ہیں بعینہ یہی حال طب کا ہے بلکہ اس سے بھی نازک تر۔بالکل بے دیکھی چیزوں پر حکم کرنا ہے پھر اگر آدمی قابلیت تامہ نہیں رکھتا اور برائے خود کچھ کر بیٹھا اگرچہ اتفاق سے ٹھیک ہی اتری گنہگار ہوگا جس طرح تفسیر قرآن کے بارے میں ارشاد ہوا" من قال فی القرآن برائه فاصاحب فقداخطاء" جو قرآن میں اپنی رائے سے کہے اور ٹھیک ہی کہے جب بھی خطا ہے۔یوں ہی حدیث شریف میں فرمایا من تطیب ولهم يعلم منه طب فهو ضامن. جو علاج کرنے بیٹھا اور اسکا طبیب نہونا معلوم ہوا اسپر تاوان ہے یعنی اسکے علاج سے کوئی بگڑ جائے گا تو اس کا خوں بہا اسکی گردن پر ہوگا۔اگرچہ تمہارے استاد شفیق نے تمہیں مجاز و مازون کر دیا مگر میری رائے میں تم ہرگز ہرگز ہنوز مستقل تنہا گوارہ نہ کرو اور جب تک ممکن ہو مطلب استاذ کا دیکھتے اور اصلاحیں لیتے رہو۔میں نہیں کہتا جداگانہ معالجہ کیلئے نہ بیٹھو۔بیٹھو مگر اپنی رائے کو ہرگز رائے نہ سمجھو اور ذرا ذرا اسی بات میں اساتذہ سے استعانت لو۔



(۲) رائے لینے میں کسی چھوٹے بڑے سے عار نہ کرو۔کوئی علم کامل نہیں ہوتا جب تک آدمی بعد فراغ درس اپنے آپ کو جاہل نہ جانے۔جس دن اپنے آپ کو عالم مستقل جانا اسی دن اس سے بڑھ کر کوئی جاہل نہیں۔

(۳) کبھی محض تجربہ پر بے تشخیص حادثہ خاصہ اعتماد نہ کرو۔اختلاف فصل، اختلاف بلد، اختلاف عمر اختلاف مزاج وغیرہا بہت باتوں سے علاج مختلف ہو جاتا ہے۔ایک نسخہ ایک مریض کیلئے ایک فصل میں صدہا بار مجرب ہو چکا کچھ ضرور نہیں کہ دوسری فصل میں بھی کام دے بلکہ ممکن کہ ضرر پہنچائے و علے ہذا اختلاف البلاد والاعمار والامزجہ وغیرہا۔

(۴) مرض کبھی مرکب ہوتا ہے ممکن کہ ایک نسخہ ایک مرض کیلئے تم نے فصول مختلفہ، بلاد متعددہ واعمار متفادتہ وامزجۂ متبانیہ میں تجربہ کیا اور ہمیشہ ٹھیک اترا مگر وہ مرض ساذج تھا یا کسی ایسے مریض کے ساتھ جسے یہ مضر نہ تھا اب جس شخص کو دے رہے ہو اس میں ایسے مرض سے مرکب ہو جسکے خلاف تو ضرور دیگا اور وہ تجربہ صد سالہ لغو ہو جائے گا۔

(۵) ابھی ابتدا امر ہے کبھی بعض دلالات پر مدار تشخیص نہ کہو مثلاً صرف نبض یا مجرد تفسرہ یا محض استماع حال پر قناعت نہ کیا کرو۔کیا ممکن نہیں کہ نبض دیکھ کر ایک بات تمہاری سمجھ میں آئے اور جب قارورہ دیکھو رائے بدل جائے تو بالضرور حتی الامکان تمام طرق تشخیص کو عمل میں لاؤ اور ہر وقت اپنے علم وفہم وحول وقوت سے بری ہو کر اللہ تعالیٰ کی جناب میں التجا کرو کہ القائے حق فرمائے۔یہی جالب شفا ہوتے ہیں۔

(٦) کبھی کیسے ہی ہلکے سے ہلکے مرض کو آسان نہ سمجھو اور اسکی تشخیص ومعالجہ میں سہل انکاری نہ کرو دشمن نہ نتواں حقیر و بے چارہ شمرد۔

ہوسکتا ہے کہ تم نے بادی النظر میں سہل سمجھ کر جہد تام نہ کیا اور وہ باعث غلطی تشخیص ہوا جس نے سہل کو دشوار کر دیا یا فی الواقع اسی وقت وہ ایک مرض عسیر تھا اور تم نے قلت تحقیق سے

آسان سمجھ لئے۔ کیا تم نے نہیں پڑھا کہ دق سا دشوار مرض والعیاذ باللہ تعالیٰ اول امر میں کتنا سہل معلوم ہوتا ہے۔

(۷) مریض یا اس کے تیماردار جس قدر حال بیان کریں کبھی اسپر قناعت نہ کرو۔ ان کے بیان میں بہت باتیں رہ جاتی ہیں جن میں وہ قابل بیان نہیں سمجھتے یا ان کے خیال اسطرف نہیں جاتے ممکن وہ سب بیان میں آئیں صورت واقعہ دگرگوں معلوم ہو۔ میں نے مسائل میں صدہا بار تجربہ کیا ہے کہ مسائل نے تقریراً یا تحریراً جو کچھ بیان اسکا حکم کچھ اور تھا۔ جب تفتیش کر کے تمام مالہ وما علیہ اس سے پوچھے گئے اب حکم بدل گیا۔ پھر بھی بہت مواقع پر ہم لوگوں کو رخصت ہے کہ مجرد بیان مسائل پر فتوی دیدیں مگر طبیب کو ہرگز اجازت نہیں کہ بے تشخیص کامل زبان کھولے۔

(۸) تمام اطبا کا معمول ہے الا من شاء الله کہ نسخہ لکھا اور حوالہ کیا۔ ترکیب استعمال زبان سے ارشاد نہیں ہوتی۔ بہت مریض جہلائے محض ہوتے ہیں کہ آپ کا لکھا ہوا نہ پڑھ سکیں گے۔ طبیب صاحب کو اعتماد یہ ہے کہ عطار بنا دیگا۔ عطار کی وہ حالت ہے کہ مزاج نہیں ملتے اور ہجوم مریض سے اس بیچارے کے خود حواس گم ہیں جلدی میں انہوں نے آدھی چہارم بات کہی اور دام سیدھے کئے اور رخصت۔ بارہا دیکھا گیا ہے کہ غلطئ استعمال سے مریض کو مضرتیں پہنچ گئیں۔ لہٰذا بہت ضرور ہے کہ تمام ترکیب دوا و طریقۂ اصلاح و استعمال خوب سمجھا کر سمجھ کر ہر مریض سے بیان کرے خصوصاً جہاں احتمال ہو کہ فرق آجانے سے نقصان پہنچ جائیگا۔

(۹) اکثر اطبا نے کج خلقی و بدزبانی و خردماغی و بے اعتنائی اپنا شعار کر لی گویا طب کسی سخت مرض مزمن کا نام ہے جس نے یوں بدمزاج کر دیا۔ یہ بات طبیب کیلئے دین و دنیا میں زہر ہے۔ دین میں تو ظاہر ہے کہ تکبر و رعونت و تشدد و خشونت کس درجہ مذموم ہے خصوصاً حاجت مند کے ساتھ اور دنیا میں یوں کہ رجوع خلق ان کے طرف کم ہوگی وہی آئیں گے جو سخت مجبور ہو جائیں گے لہٰذا طبیب پر اہم واجبات سے ہے کہ نیک خلق، شیریں زبان، متواضع، حکیم مہربان ہو جس کی میٹھی



باتیں شربت حیات کا کام کریں۔ طبیب کی مہربانی و شیریں زبانی مریض کا آدھا مرض کھودیتی ہے اور خواہی نخواہ ہر دل اس کی طرف جھکتے ہیں اور نیک نیت سے ہوتا ہے تو خدا بھی راضی ہوتا ہے جو خاص جالب دست شفا ہے۔

(۱۰) بہت جاہل اطبا کا انداز ہے کہ نبض دیکھتے ہی مرض کا عسیر العلاج ہونا بیان کرنے لگتے ہیں اگرچہ واقع میں سہیل التدارک ہو مطلب یہ کہ اچھا ہو جائے گا تو ہمارا شکر زیادہ ادا کریگا اور شہرہ بھی ہوگا کہ ایسے بگڑے کو تندرست کیا۔ حالانکہ یہ محض جہالت ہے بلکہ اگر واقع میں مرض دشوار بھی ہوتا ہم ہرگز اسکی بو آنے نہ پائے کہ یہ سنکر دردمند دل ٹوٹ جاتا ہے اور صدمہ پاکر ضعف طبیعت باعث غلبہ مرض ہوتا ہے بلکہ ہمیشہ بکشادہ پیشانی تسکین و تسلی کی جائے کہ کوئی بات نہیں انشاءاللہ تعالیٰ اب اچھے ہوئے۔

(۱۱) بعض احمق ناکردہ کار یہ ظلم کرتے ہیں کہ دوا کو ذریعہ تشخیص مرض بناتے ہیں یعنی جو مرض اچھی طرح خیال میں نہ آیا انہوں نے رجما بالغیب ایک نسخہ لکھ دیا کہ اگر نفع کیا فبہا ورنہ کچھ تو حال کھلے گا۔ یہ حرام قطعی ہے۔ علاج بعد تشخیص ہونا چاہیئے نہ کہ تشخیص بعد علاج۔ اس قسم کی صدہا باتیں ہیں مگر اس قلیل کو کثیر پر حمل کرو اور میں انشاءاللہ تعالیٰ وقتاً فوقتاً تمہیں مطلع کرتا رہوں گا۔ بہت باتیں ایسی ہیں جنکا اس وقت بیان ضرور نہیں۔ جب خدا نے کیا تمہارا مطب چل نکلا اور رجوع خلائق ہوئی اس وقت انشاءاللہ العظیم بیان کروں گا۔ اگر تمہیں یہ میری تحریر مقبول ہو تو اسے بطور دستور العمل اپنے پاس رکھو اور اسکے خلاف کبھی نہ چلو، انشاءاللہ تعالیٰ بہت نفع پاؤ گے اور اگر یہ سمجھ کر کہ یہ طب سے جاہل ہے اس فن میں اس کی بات پر کیا اعتماد تو بیشک یہ خیال تمہارا بہت صحیح ہے۔ اس تقریر پر مناسب ہے کہ اپنے اساتذہ کو دکھالو اور وہ پسند کریں معمول بہ کرو۔

والسلام خیر ختام۔

۴ رجمادی الآخرہ روز جمعہ ۱۳۰۶ھ

# بنام جناب مولانا عمر الدین صاحب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم......نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

مولانا المجبل المکرم المفغم جعلہ المولیٰ سبحانہ وتعالیٰ کامہ عمر الدین آمین۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ مجمع البرکات مولانا شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ کی تصنیف ہے۔اگر یہ عبارت اس کے کسی نسخۂ صحیحہ میں ہوتو اس سے مراد نماز قلبی کا فساد ہوگا نہ نماز فقہی کا کہ ادائے فرض ودفع کبیرۂ ترک کیلئے باذنہ تعالیٰ کافی ہے۔ظاہر ہے کہ فعل غیر پر رضا عمل قلیل بھی نہیں کثیر در کنار تو فساد نماز فقہی ناممکن ہے۔ہاں نماز قلبی تذلل وتفرع وتخشع ہے کما فی الحدیث اور یہ امر نوع بجز سر دال ہے لہٰذا اس میں مخل ہوسکتا ہے۔اگر اس کی نیت خود استخدام اور نماز میں اپنا عظام ہوتو یقیناً مفسد نماز قلب ہے ورنہ مفسد کی صورت ہے لہٰذا احتراز درکار ہے۔پنکھا کہ کل کے ذریعہ سے چلے اگر اوس کے مسالے میں مٹی کا تیل وغیرہ بد چیزیں ہوں تو ایسی اشیاء کا مسجد میں لیجانا حرام ہے ورنہ کم از کم ناپسند ومصالح ہے۔پنکھے کا مسئلہ فتاوائے فقیر میں بہت مفصل ہے۔ قلیراجع واللہ تعالیٰ اعلم۔

......☆......



# بنام جناب مولوی سید محمد عمر صاحب الہ آبادی سہروردی

جناب مولوی سید محمد عمر صاحب الہ آبادی سہروردی نے اشعار ذیل کا مطلب دریافت فرمایا۔

من آں وقت بودم کہ آدم نبود......کہ حوّا عدم بود آدم نبود

من آن وقت کردم خدارا سجود......کہ ذات وصفات خدا ہم نبود

غور سے ہم نے محمد کو جو دیکھا فرحاںؔ......تین سو ساٹھ برس پایا خدا سے پہلے

جواب میں یہ مکتوب مرسل ہوا۔

مولانا المکرم۔وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

ایسے اشعار کا مطلب اسوقت پوچھا جاتا ہے جب معلوم ہو کہ قائل معتبر شخص تھا ورنہ بے معنی لوگوں کے ہذیان کیا قابل التفات؟ شعر اول کے مصرع اخیر میں آندم نبود ہونا چاہیئے ورنہ قافیہ غلط ہے۔بہرحال اسکا مطلب صحیح وصاف ہے۔وجود ارواح قبل وجود اجسام کی طرف اشارہ ہے۔

شعر دوم صریح کفر ہے۔شعر سوم میں دراصل تین سو تیرہ برس کا لفظ ہے۔فرحاںؔ ہماری بریلی کے شاعر تھے ان کی زندگی میں ان کی یہ غزل چھپی تھی۔فقیر نے جب ہی دیکھی تھی۔اس میں تین سو تیرہ کا لفظ تھا۔اس میں شاعر نے یہ مہمل وبیہودہ ولغو مطلب رکھا ہے۔محمد کے عدد ۹۲ ہیں......خدا کے عدد ۶۰۵ ظاہر ہے کہ ۶۰۵ سے ۹۲ بقدر ۵۱۳ کے مقدم ہے۔بیہودہ معنی اور بے معنی بات (ا) ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العظیم. یہ ہے جو شاعر صاحب نے سمجھا تھا اور اس کا مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ محمد سے مراد مرتبۂ رسالت حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم اجمعین ہے اور رسول ۳۱۳ کہ حقیقۃً سب ظلال رسالت محمدیہ علی صاحبہا افضل الصلاۃ والتحیہ ہیں۔ رسل کرام علیہ الصلاۃ والسلام کی سیر من اللہ الی الخلق ہے اور امت کی سیر من الرسل الی اللہ۔

جب تک رسولوں پر ایمان نہ لائے اللہ عزوجل پر ایمان نہیں مل سکتا پھر اس تک رسائی تو بے وساطت رسل محال ہے اور تصدیق سب رسولوں کی جزو ایمان ہے لایفرق بین احد من رسلہ. برس کو عربی میں حول کہتے ہیں کہ تحویل سے مشعر ہے۔ رسولوں کی بدلیاں بھی تحویل تھیں اور برس بمعنی بارش ہے۔ ہر رسول کی رسالت بارش رحمت ہے۔ اسم محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آدم سے خاتم تک راہ رسالت میں تین سو تیرہ تسطور فرمائے، تین سو تیرہ ابر رحمت برسائے جب تک ان سب کی تصدیق سے بہر ور نہ ہو خدا تک رسائی ناممکن ہے۔ والسلام

......☆......



# بنام سلطان الواعظین حضرت مولانا عبد الاحد صاحب پیلی بھیتی رحمۃ اللہ علیہ

جناب مولانا عبد الاحد صاحب قبلہ نے شعر ذیل کا مطلب دریافت فرمایا، جواب میں یہ مکتوب مرسل ہوا۔

می خواہم از خدا و نمی خواہم از خدا - دیدن جیب را و ندیدن رقیب را

مولانا سلمہ - وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

زمانہ ممتد گزرا۔ فقیر نے اپنے صغر سن میں اس شعر کی بحث مولوی امام بخش صہبائی کے کسی رسالہ میں دیکھی تھی۔ اتنا یاد ہے کہ انہوں نے متعدد مطالب لکھے تھے اور یہ بھی یاد ہے کہ اس وقت وہ مطالب کچھ پسند نہ آئے تھے اور خود فقیر نے شعر کے تین مطالب بتائے تھے۔ اب نہ صہبائی کے مطالب خیال میں ہیں نہ یہی یاد ہے کہ میں نے کیا بتائے تھے مکرر اسوقت جو نظر کی اب بھی بنگاہ اولیں تین ہی مطالب ذہن میں آئے۔ عجب نہیں کہ یہ وہی مطالب ہوں جو اس وقت فکر میں آئے تھے یا غیر ہوں۔ شاعر ارباب تمکین سے نہیں جو ایک حال پر مقیم و مستقر رہیں بلکہ اصحاب تلوین سے ہیں جن پر واردات مختلفہ مقتضی قضایائے مختلفہ وارد ہوتے ہیں۔ وہ اپنے ان احوال سے گوناگوں کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ می خواہم تو ظاہر ہے کہ عشق میں اہل ہدایت کی یہی حالت ہوتی ہے اور وہ اپنی خواہش کے پابند ہوتے ہیں اور انکی خواہش یہی کہ حبیب کو دیکھیں اور رقیب کو نہ دیکھیں اور نمی خواہم تین مقامات مختلفہ سے ناشی ہے جن میں ایک دوسرے سے اعلیٰ ہیں۔

مقام اول اولیٰ سے متلازم ہیں کہ ایک کا دیکھنا دوسرے کے دیکھنے اور ایک کا نہ دیکھنا دوسرے کے نہ دیکھنے کو مقام جوشش رشک و عشق ہے یعنی دل کی خواہش تو یہی ہے کہ حبیب بے خلش رقیب جلوہ گر ہو مگر حبیب و رقیب شدت مصاحبت سے متلازم ہیں کہ ایک کا دیکھنا دوسرے

کے دیکھنے اور ایک کا نہ دیکھنا دوسرے کے نہ دیکھنے کو مستلزم ہے۔نظر براں جب رشک جوش کرتا ہے حبیب کو دیکھنا نہیں چاہتا کہ اسکی رویت رقیب بے رویت رقیب نہ ہوگی اور رویت رقیب ہرگز منظور نہیں ۔اور جب عشق جوش زن ہوتا ہے رقیب کو نہ دیکھنا نہیں چاہتا کہ اسکا نہ دیکھنا حبیب کے نہ دیکھنے کو مستلزم ہوگا اور دیدار حبیب سے محرومی گوارہ نہیں۔

مقام فنائے ارادہ درارادۂ محبوب یعنی خواہش دل تو وہی کہ حبیب بے رقیب متجلی ہومگر حبیب کا ارادہ اسکا عکس ہے۔وہ چاہتا ہے کہ میں اسے نہ دیکھوں اور رقیب کو دیکھوں کہ غیظ پاؤں اور مراد نہ پاؤں ۔جب فنائے ارادہ فی ارادۃ الحبیب کا مقام وارد ہوتا ہے میں اپنی اس خواہش دلی سے درگزر کرتا ہوں ۔

میل من سوئے وصال وقصد او سوئے فراق -ترک کام خود گرفتم تا برآید کام دوست

فراق و وصل چہ خواہی رضائے دوست طلب -کہ حیف باشد از وغیر او تمنائے

فنافی المحبوب کہ خود اپنی ذات ہی باقی نہ رہے غیر و اضافات ونسبت وتعلقات کہاں سے آئیں ۔رقیب کا غیر ہونا ظاہر اور رویت حبیب کا تصور بھی تصور غیر ہے کہ رویت تین چیزوں کو چاہتی ہے ۔رائی ومرئی ۔اور وہ تعلق کہ ان دونوں میں بلکہ حبیب کو حبیب جاننا بھی بے تصور نفس ممکن نہیں کہ حبیب وہ جس سے محبت ہو اور محبت کو ہر دو حاشیۂ محبّ ومحبوب واضافت بینما سے چارہ نہیں ۔جب میں ہمہ تن فنافی المحبوب ہوں تو رقیب وحبیب ورویت وعدم رویت کون سمجھے اور ارادہ وخواست کہ مصرے آئے ۔لاجرم اسوقت ان میں سے کچھ خواہش نہیں رہتی اللھم ارزقنا ھذاالمقام فی رضاك وصل وسلم وبارك علیٰ مصطفاك و آله و اولیائه و کل من والاك.آمین.

......☆......



## بنام مولانا سلطانِ احمد خاں صاحب بریلوی

جناب مولانا مولوی نواب سلطان احمد خاں صاحب بریلوی نے ذیل کا معمہ اعلیٰحضرت امام اہلسنت مجدد دین وملت علامہ بریلوی قدس سرہ العزیز کی خدمت میں بغرض حل ارسال فرمایا۔قبلہ نے چند منٹ میں اسکا حل فرمادیا۔ (مرتب)

### معمّا

چیست آں جانور کہ ہیہات او — گاہ بدرو گہے ہلال بود

چار سردار دودو پا دارد — عمر اور درجہاں سہ سال بود

خوردنش دائما زر وسیم است — باز روسمیش اتصال بود

در پریدن چودر ہوا نگری — راست چوں سورت غزال بود

گاہ بر تخت بادشاہی خویش — گاہ در کوچہ پائمال بود

گاہ درعرصۂ زمیں باشد — گاہ بر قلۂ جبال بود

اولش لام آخرش ہم لام — باقیش جملہ حرف دال بود

ہر کہ کشائد ایں معمارا

مثل او در جہاں محال بود

### حل

آپ کا معما بحمدہ تعالیٰ چند منٹ میں حل ہوگیا،اس کا حل یہ ہے:-

اول یہ عدل ہے ’جانور‘ اس لئے کہ حیات ملک اسی کو ہے تو وہ صاحب جان ہے۔’بدر‘ اپنے زمانۂ کمال میں ’ہلال‘ عہد زوال میں۔ چار سر خلفائے اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ’دوپا‘ حضرت امیر معاویہ وحضرت امیر المؤمنین عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہما ’سہ سال‘ سے مراد تینوں قرن زمانۂ رسالت وصحابہ وتابعین کہ خیر القرون قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین

یلو نھم. انہیں تین زمانوں میں عدل رہا۔

یاسہ سال سے وہی تینوں فرماں روائیاں۔اول خلافت راشدہ جس کی طرف قرنی سے

اشارہ ہے ق'صدیق' 'ر'عمر'ن'عثمان'ی'علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

دوم امارت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سوم سلطنت امیر المؤمنین عمر بن عبد العزیز

رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔'زروسیم' اس کی خوراک ہونا، یہ اغنیا سے اموال لیتا اور فقرا پر تقسیم کرتا ہے کہ

حاجت برآنے میں فریقین برابر ہو جائیں۔یہی عدل ہے۔زروسیم سے اتصال یہ کہ اس کا اج

بے فوج دشوار اور فوج رکھنے کو خزانہ درکار۔

'غزال' سے مراد آفتاب کہ عربی میں اسے غزالہ کہتے ہیں۔جس طرح آفتاب کا نور د

کے دم میں شرق سے غرب تک پھیل جاتا ہے یو ہیں اسلامی عدل نے آناً فاناً جہاں کو منور کر

دیا۔کبھی تخت بادشہی پر زمانہ سلاطین عادل میں، کبھی گلیوں میں 'پامال'۔عہد شاہان جابر میں 'زمیں

وجبال' سب اسی سے حصہ لیتے ہیں ہر جگہ جاری ہوتا ہے۔اس کا آخر لام اور اول وآخر سے با

حروف دال ہونا تو ظاہر اور اس کا 'اول لام' یوں ہے کہ لام کے عدد تیس[۳] اور سی کے عدد ستر اور ستر

حرف 'ع' حل کرنے والے کا 'مثل محال'۔اس لئے کہ اسے حل نہ کریگا مگر سنی اور سنی کا مثل قط

محال ہے کہ جو عقائد باطلہ رکھتا ہو۔ظاہر ہے کہ اہل حق کا مثل نہیں ہوسکتا اور جو عقائد حق رکھتا

وہ خود سنی ہوگا نہ کہ سنی کا مثل لہٰذا اسکا مثل ممتنع ہے۔بحمدہ تعالیٰ چند منٹ میں یہ منکشف ہوا ک

مرسل ہے۔والسلام

۱۲-شوال ۳۴ھ

......☆......



# بنام مولانا سلامت اللہ صاحب رامپوری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

الحمد للہ وکفی وسلم علی عبادہ الذین اصطفےٰ۔از فقیر بارگاہ قادری احمد رضا غفرلہ بجناب فضائل انتساب، فواضل اکتساب، ذی اللطف والجاہ مولوی شاہ ابو الذکا محمد سلامت اللہ سلمہ اللہ۔بعد اہدائے ہدیۂ سنت ملتمس۔مسئلہ شرعیہ فرعیہ میں اختلاف عند الانصاف مانع ائتلاف نہیں۔اندیشہ ہے کہ طول تحریرات طبع جناب پر زیادہ باعث حجاب اور معاذ اللہ مفضی بہ انقطاع و اجتناب ہو۔لہٰذا بکمال خلوص گزارش کہ فقیر کدہ پر تشریف لے آیئے کسی ہجوم و چپقلش کا اندیشہ نہ فرمایئے۔جناب کا صرف آمد و رفت ذمہ فقیر ہو۔والاحضرت، عظیم البرکۃ، رفیع الدرجۃ، سلالۂ دودمان عالیشان غوثیت حضرت جناب مولانا سید شاہ خواجہ احمد میاں صاحب دامت برکاتہم اور جناب مستطاب اسد السنہ، سد الفتنہ، کنز الکرامہ، جبل الاستقامۃ جناب مولانا مولوی محمد وصی احمد صاحب محدث سورتی دامت فیوضہم دونوں حضرات علمائے کرام و عظمائے اسلام اور میرے اور آپ دونوں کے احباب عظام ہیں، وللہ الحمد! ان دونوں کے مواجہ میں مکالمہ ہو۔ولد اعز مولوی حامد رضا خاں سلمہ الرحمٰن نے جناب کے فتوائے اولیٰ پر چون[۱۴۴] ایراد کئے ہیں کہ اذانہ من اللہ میں طبع ہوئے اور ثانیہ پر ساڑھے تین سو کہ کل بصیغۂ رجسٹری مرسل خدمت ہوئے ہیں۔فقیر امید کرتا ہے کہ میرے آپ کے مکالمہ میں ان میں سے بہت کی حاجت نہ رہے اگر جناب نے روش احباب پر کرم فرمایا تو بہت ایراد کہ سد تعصب کو ہیں ضروری نہ رہیں گے۔پھر فقیر قصر مسافت کیلئے انشاء اللہ العزیز اصول لیگا کہ ایک ایک اصل کے طے ہونا بعونہ تعالیٰ بہت فروع طے کردے گا اور بالفرض حسب حاجت قدرے طوالت ہو تو بہ نیت تحقیق حق انشاء اللہ القدیر جو وقت گزرے گا امید کہ ثواب ہی لکھا جائے اور یہ خاص دوستانہ مکالمہ بحول اللہ تعالیٰ انما المومنون

اخوۃ فاصلحوا بین اخویکم کے امتثال حکم سے میرے اور آپ کے اجر عظیم لائے ۔میں بعونہ تعالیٰ
پاس خاطر جناب کو چند امور کا التزام کرتا ہوں (۱) کتابوں سے آپ کی اعانت کروں گا بلکہ جو
بات نکالنا چاہیئے اگر فرمایئے اس کے استخراج تا امکان مدد دونگا (۲) صبح آٹھ بجے سے دس بجے
تک مکالمہ ہوا کرے گا۔ٹھنڈا وقت ہے اور اس بیچ میں بھی اگر کسی دن طبع گرامی تخفیف چاہے تو
فوراً فرمادیجئے بقیہ دوسرے دن پر اٹھ رہے گا (۳) مدت مکالمہ میں ہم چار شخصوں کے سوا دو ایک
ناخواندہ خادم اولاً جناب اور ہر دو حضرات موصوفین کی خدمت اور ثانیاً مجھ فقیر کے کاموں کیلئے
رہیں گے یا فقیر زادہ مولوی مصطفیٰ رضا خاں سلمہ کتابیں لا کر دینے کیلئے جو آپ یا میں طلب کروں
باقی کوئی شخص اتنی دیر تک نہ آنے پائے گا کہ شرم مجمع کسی فریق کو باعث خودداری یا ہجوم وغوغا
موجب پریشانی ذہن نہ ہو (۴) بقیہ وقت مجالست نماز وطعام و دوستانہ کلام واذ کار خیر ومذاکرات
علمیہ میں اس طرح گزریگا کہ اس میں میری طرف سے بحث دائر کا کوئی تذکرہ نہ چھڑے گا کہ
صحبت دوستانہ منغص نہ ہو۔اور چند باتیں چاہتا ہوں کہ آغاز مکالمہ سے پہلے میں اور آپ دونوں
بالاتفاق ان پر عہد وپیمان واثق کر کے اللہ ورسول جل وعلا وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پھر ان دونوں
حضرات کی شہادت سے مہر ودستخط کر دیں۔اس کا ایک ایک پرچہ ہر وقت پیش نظر رہنے کو ہم
دونوں اور حضرتین موصوفین کے پاس رہے فمن نکث فانما نیکث علی نفسه و من اوفی
بما عاهد علیه الله فسیؤتیه اجرا عظیما (۱) سچی ایمانداری کے ساتھ محض انکشاف حق
مقصود ہوگا نہ ہار جیت (۲) ایک فریق کی جو بات اپنی نظر میں صحیح ثابت ہو جائے اس کے ماننے
میں کچھ تامل نہ ہوگا پھر اگر وہ اصل بحث کا فیصلہ ہے تو مکالمہ اسی پر طے ہو کہ فریقین اتفاق کرلیں
گے ورنہ اتنی بات کی صحت پر فوراً دستخط کر کے فریق کو دیدئے جائیں گے،فریق اس پر دوستانہ
شکر کرے گا نہ کہ اجنبیانہ فخر (۳) مکالمہ زبان قلم سے ہوگا یا جو کچھ کہا جائے لکھ کر ہر فریق دوسرے
کو دیدے گا بلکہ پہلے لکھ کر سنائے گا اور سپرد فریق کر دیگا کہ اگر خدانا خواستہ طے نہ ہوا تو اہل علم کو



پورے کلام فریقین پر نظر کا موقع ملے (۴) جب حق ایک طرف باذنہ تعالیٰ ثابت ہو جائے
فریقین بہ نہایت کشادہ پیشانی اس پر مہر ودستخط کر کے بالاتفاق اسے چھاپ کر شائع کر دیں گے
اور آپس میں دوستانہ معانقہ پر اس مبارک مجلس کا خاتمہ کریں گے وباللہ التوفیق! ان شرائط اربعہ
میں اگر کوئی فریق کسی وقت کسی شرط سے تجاوز کرے وہ دونوں حضرات دامت فیوضہما بالاتفاق
اسے اتباع شرط پر مجبور فرمائیں گے۔اگر نہ مانے تو دونوں حضرات بلا رورعایت پوری صورت
واقعہ تحریر فرما کر اپنے مہر ودستخط سے اسکے مکابرہ،اس پر بحث کا ختم ہو جانا یا آگے چلنا حسب
تفصیل شرط دوم ہوگا۔ یہ فقط احتیاطاً معروض ہے ورنہ مکالمۂ محبت وانصاف وحق طلبی میں انشاء
اللہ القدیر اسکی حاجت ہی نہ ہوگی۔امید کہ طریقہ انیقہ جناب کو بھی نہایت پسند آئے گا اور فوراً
بواپسی ڈاک اسکے قبول سے مسرور فرمائیں گے کہ دونوں حضرات موصوفین کو اطلاع دیکر تعیین
تاریخ تشریف آوری ہو، واللہ المعین ۔اپنی مہر شریف ہمراہ لائیے گا۔اگر چہ رامپور سے تیسرے
دن جواب آسکتا ہے مگر میں پانچ روز یعنی یکم رجب روز چہار شنبہ تک انتظار کروں گا۔میں جوابی
رجسٹری بھیجتا ہوں۔ جواب رجسٹری ہو یا بیرنگ اگر تاریخ گزر گئی اور جواب نہ آیا تو فقیر اتمام
حجت کر چکا وحسبنا اللہ ونعم الوکیل و صلی الله تعالیٰ علی خیر خلقه سیدنا ومولانا
وناصرنا وماونا محمد واله وصحبه وابنه وحزبه. آمین، آمین و الحمدلله رب
العلمین!

۲۲/ جمادی الاخرہ روز شنبہ ۳۲ ہجریہ قدسیہ

# بنام جناب نور احمد صاحب فریدی حنفی چشتی غوث پور ریاست بھاولپور

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! تین چیزیں ہیں۔توحید-وحدت-اتحاد-توحید مدار ایمان ہے اور اس میں شک کفر اور وحدت وجود حق ہے۔قرآن عظیم واحادیث وارشادات اکابرین سے ثابت اور اس کے قائلوں کو کافر کہنا خود تبلیغ خبیث کلمۂ کفر ہے۔رہا اتحاد وہ بے شک زندقۂ والحاد اور اسکا قائل ضرور کافر-اتحاد یہ کہ یہ بھی خدا وہ بھی خدا سب خدا۔ع

گر فرق مراتب نکند زندیق ست

حاش للہ الٰہ الٰہ اور عبد عبد ہرگز نہ عبد الٰہ ہوسکتا ہے نہ الٰہ عبد-اور وحدت وجود یہ کہ وجود وا[حد] موجود واحد باقی سب ظلال وعکوس ہیں۔قرآن کریم میں ہے کل شیئ هالك الا وجهه. صحیح بخاری وصحیح مسلم وسنن ابن ماجہ میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں اصدق کلمة قالها الشاعر كلمة لبيد الا كل شيئ ماخلاالله باطل. سب میں زیادہ سچی بات جو کسی شاعر نے کہی لبید کی بات ہے کہ سن لو اللہ عزوجل کے سوا ہر چیز اپنی ذات میں محض بے حقیقت ہے۔کتب کثیرہ مفصلۂ اصابہ نیز مسند میں ہے سوادین وقارب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اقدس ﷺ سے عرض کی۔ فاشهد ان الله لا شيئ غيره: وانك مامون على كل غائب میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کچھ موجود نہیں اور حضور جمیع غیوب پر امین ہیں۔ حضور اقدس ﷺ نے انکار نہ فرمایا **اقول** یہاں فرقے تین ہیں ایک خشک اہل ظاہر کہ حق[یقت] حقیقت سے بے نصیب محض ہیں یہ وجود کو اللہ ومخلوق میں مشترک سمجھتے ہیں دوم اہل حق وحقیقت کہ بمعنی مذکور قائل وحدت وجود ہیں سوم اہل زندقۂ وضلالت کہ الٰہ ومخلوق میں فرق کے منکر اور ہر شخص و شے کی الوہیت کے مقر ہیں۔ان کے خیال واقوال اس تقریبی مثال سے روشن ہونگے۔ایک بادشاہ اعلیٰ جاہ آئینہ خانہ میں جلوہ فرما ہے جس میں تمام مختلف اقسام واوصاف کے آئینے نصب ہیں۔آئینوں کا تجربہ کرنے والا جانتا ہے کہ اس میں ایک ہی شئے کا عکس کس قدر



مختلف طوروں پر متجلی ہوتا ہے بعض میں صورت صاف نظر آتی ہے بعض میں دھندلی۔کسی میں سیدھی کسی میں الٹی ایک میں بڑی ایک میں چھوٹی بعض میں پتلی بعض میں چوڑی، کسی میں خوشنما کسی میں بھونڈی۔یہ اختلاف ان کی قابلیت کا ہوتا ہے ورنہ وہ صورت جس کا ان میں عکس ہے خود واحد ہے۔ان میں جو حالتیں پیدا ہوئیں متجلی ان سے منزہ ہے۔ان کے الٹے بھونڈے دھندلے ہونے سے اس میں کوئی قصور نہیں آتا وللّٰہ المثل الاعلیٰ. اب اس آئینہ خانے کو دیکھنے والے تین قسم ہوئے۔اول ناسمجھ بچے انہوں نے گمان کیا کہ جس طرح بادشاہ موجود ہے یہ سب عکس بھی موجود ہیں کہ یہ بھی تو ہمیں ایسے ہی نظر آرہے ہیں جیسا وہ۔ہاں یہ ضرور ہے کہ اس کے تابع ہیں جب وہ اٹھتا ہے یہ سب کھڑے ہو جاتے ہیں وہ چلتا ہے یہ سب چلنے لگتے ہیں وہ بیٹھتا جاتا ہے یہ سب بیٹھ جاتے ہیں تو ہیں یہ بھی اور وہ بھی مگر وہ حاکم ہے یہ محکوم۔وہ اپنی نادانی سے نہ سمجھا کہ وہاں تو بادشاہ ہی بادشاہ ہے یہ سب اس کے عکس ہیں۔اگر اس سے حجاب ہو جائے تو یہ سب صفحۂ ہستی سے معدوم محض ہو جائیں گے ہو کیا جائیں گے اب بھی تو حقیقی وجود سے کوئی حصہ ان میں نہیں۔حقیقۃً بادشاہ ہی وجود ہے باقی سب پرتو کی نمود ہے دوم اہل نظر وعقل کامل وہ اس حقیقت کو پہنچے اور اعتقاد لائے کہ بیشک وجود ایک بادشاہ کیلئے ہے۔وجود ایک وہی ہے یہ سب ظل وعکس ہیں کہ اپنی صفات میں اصلاً وجود نہیں رکھتے۔اس تجلی سے قطع نظر کر کے دیکھو کہ پھر ان میں کچھ رہتا ہے۔حاشا عدم محض کے سوا کچھ نہیں اور جب یہ اپنی ذات میں معدوم وفانی ہیں اور بادشاہ موجود یہ اس نمود وجود میں اسی کے محتاج ہیں اور وہ سب سے غنی۔یہ ناقص ہیں وہ تام، یہ ایک ذرہ کے بھی مالک نہیں اور وہ سلطنت کا مالک، یہ کوئی کمال نہیں رکھتے حیاۃ-علم-سمع-بصر-قدرت-ارادہ۔کلام سب سے خالی ہیں اور وہ سب کا جامع تو یہ اس کا عین کیونکر ہو سکتے ہیں۔لاجرم یہ نہیں کہ یہ سب وہی ہیں بلکہ وہی وہ ہے اور یہ صرف اس تجلی کی نمود یہی حق و حقیقت ہے اور یہی وحدۃ الوجود-سوم عقل کے اندھے سمجھ کے اوندھے اور ناسمجھ بچوں سے بھی گئے گزرے۔انہوں نے دیکھا کہ جو صورت بادشاہ کی ہے وہی انکی جو حرکت وہ کرتا ہے یہ سب

بھی تاج جیسا اس کے سر پر ہے بعینہ ان کے سروں پر بھی۔ انہوں نے عقل و دانش کو پیٹھ دیکر بک
شروع کیا کہ یہ سب کے سب بادشاہ ہیں اور اپنی سفاہت سے وہ تمام عیوب و نقائص و نقصان
اہل کے باعث ان میں تھے خود بادشاہ کو ان کا مورد کر دیا کہ جب یہ وہی ہیں تو ناقص عاجز محتاج
الٹے بھونڈے بدنما دھندلے کا جو عین ہے قطعاً انہیں ذمائم سے متصف ہے تعلیٰ الله عما یقول
الظلمون علواً کبیرا۔ انسان اپنا عکس ڈالنے میں آئینے کا محتاج ہے اور وجود حقیقی احتیاج سے
پاک۔ وہاں جسے آئینہ کہے وہ خود بھی ایک ظل ہے پھر آئینہ میں انسان کی صرف سطح مقابل کا عکس
پڑتا ہے جس میں انسان کے صفات مثل کلام و سمع و بصر و علم و ارادہ و حیات و قدرت سے اصلا نام
بھی کچھ نہیں آتا لیکن وجود حقیقی عز جلالہ کی تجلی نے اپنے بہت ظلال پر نفس ہستی کے سوا ان صفات
کا بھی پرتو ڈالا۔ یہ وجوہ اور بھی ان بچوں کی نافہمی اور ان اندھوں کی گمراہی کی باعث ہوئیں او
جن کو ہدایت حق ہوئی وہ سمجھ لئے کہ۔

یک چراغ ست دریں خانہ کہ از پرتو آن۔ ہر کجا می نگری انجمنے ساختہ اند

انہوں نے ان صفات اور خود وجود کی دو قسمیں کیں، حقیقی ذاتی کہ متجلی کیلئے خاص ہے اور ظلی
عطائی کہ ظلال کیلئے ہے اور حاشا یہ تقسیم اشتراک معنے نہیں بلکہ محض موافقت فی اللفظ یہ ہے حق
حقیقت و عین معرفت ولله الحمد الحمدلله الذی هدانا لهذا وما کنا لنهتدی لو لا ان
هدانا الله لقد جائت رسل ربنا بالحق صلے الله تعالیٰ علیهم و علیٰ سیدهم و بارک
وسلم۔ سماع مجرد کہ جملہ منکرات شرعیہ سے خالی ہو بلا شبہ اہل کو مباح بلکہ مستحب ہے اسپر انکار
ستر صدیقوں پر انکار ہے اور معاذ اللہ صدیقین کی تکفیر کرنے والا خود کفر اخبث کا سزاوار ہے۔ اس
کی تفصیل فتاوائے فقیر خصوصا رسالہ اجل التجیر میں ہے ہاں مزامیر شرعا ناجائز ہیں۔ حضرت
سلطان الاولیا محبوب الٰہی نظام الحق والدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فوائد الفواد شریف میں فرمایا
(مزامیر حرام ست) اور اہل اللہ کسی معصیت الٰہی کے اہل نہیں واللہ تعالیٰ اعلم۔

......☆......



## بنام جناب سردار مجیب الرحمٰن خانصاحب لکھیم پور

جناب گرامی دام مجدکم السامی۔ علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ زلزلہ کا سبب مذکور زبان
زدعوام محض بے اصل ہے اور اسپر وہ اعتراض نظر بظاہر اسباب صحیح وصواب۔ اگرچہ اس سے
جواب ممکن تھا کہ ہمارے نزدیک جز اور انکا اتصال محال۔ صدرا وغیرہ میں کاسہ لیسان فلاسفہ نے
جس قدر دلائل ابطال جز ولا یتجزی پر لکھے ہیں کسی سے ابطال نفس جز نہیں ہوتا۔ ہاں دو جز کا
اتصال محال نکلتا ہے۔ یہ ہمارے قول کے منافی نہ جسم کے اتصال حسی کا نام دیوار جسم وحدانی سمجھی
جاتی ہے حالانکہ وہ اجسام متفرقہ ہے۔ جسم انسان میں لاکھوں مسام سبثت افتراق ہیں اور ظاہر
اتصال خوردبین سے دیکھا جاتا ہے کہ نظر جسے متصل گمان کرتی تھی کس قدر منفصل ہے۔ پھر ان
شیشوں کی اختلاف قوت بتا رہی ہے کہ مسام کی باریکی کسی حد پر محدود نہیں ٹھہرا سکتے۔ جو شیشہ
ہمارے پاس اقوی سے اقوی ہو اور اس سے بعض اجسام مثل آہن وغیرہ میں مسام اصلا نظر نہ
آئیں ممکن کہ اس سے زیادہ قوت والا شیشہ انہیں دکھادے معہذا نظر آنے کیلئے وہ خط شعاعی ہیں
کہ بصر سے نکلے۔ زاویہ ہونا ضرور جب شے غایت صغر پر پہنچتی ہے دونوں خط باہم منطبق مظنون
ہو کر زاویۂ رویت معدوم ہو جاتا اور شی نظر نہیں آتی ہے۔ یہی سبب ہے کہ کواکب ثابتہ کیلئے
اختلاف منظر نہیں کہ بوجہ کثرت بعد وہاں نصف قطر زمین یعنی تقریباً چار ہزار میل کے طول
و امتداد کی اصلا قدر نہ رہی، دونوں خط کے مرکز ارض و مقام ناظر سے نکلے باہم ایک دوسرے پر
منطبق معلوم ہوتے ہیں۔ زاویہ نظر باقی نہیں رہتا تو مسام کا اس باریکی تک پہنچنا کچھ دشوار نہیں
بلکہ ضرور ہے کہ کوئی قوی سے قوی خوردبین انہیں امتیاز نہ کر سکے اور سطح بظاہر متصل محسوس ہو اور
جب زمین اجزائے متفرقہ کا نام ہے تو اس حرکت کا اثر بعض اجزا کو پہنچنا اور بعض کو نہ پہنچنا مستبعد
نہیں کہ اہل سنت کے نزدیک ہر چیز کا سبب اصلی محض ارادۂ اللہ عزوجل ہے۔ جتنے اجزا کیلئے
ارادۂ تحریک ہوا انہیں پر اثر واقع ہوتا ہے وبس۔ سواران دریا نے مشاہدہ کیا ہے کہ ایام طوفان

میں جو بلا دشمالیہ میں ابی تحویل سرطان یعنی جون جولائی اور بلا دجنوبیہ میں حبِ ابی تحویلی جدی یعنی دسمبر جنوری ہے ایک جہاز ادھر سے جاتا ہے اور دوسرا اُدھر سے آ رہا ہے دونوں مقابل ہو کر گزرے اس جہاز پر سخت طوفان ہے اور اسے بالکل اعتدال و اطمینان۔ حالانکہ باہم کچھ ایسا فصل نہیں۔ ایک وقت ایک پانی ایک ہوا اور اس قدر مختلف تو بات وہی ہے کہ ماشاء الله كان و عالم یشالم یکن. جو خدا چاہتا ہے وہ ہوتا ہے اور جو نہیں چاہتا نہیں ہوتا۔ مگر اس جواب کی حاجت ہم کو اس وقت ہو کہ وہ بیان عوام شرع سے ثابت ہو۔ اسکے قریب قریب ثبوت صرف ابتدائے آفرینش زمین کے وقت ہے جب تک پہاڑ پیدا نہ ہوئے تھے۔ عبد الرزاق وفریابی و سعید بن منصور اپنی اپنی سنن اور عبد بن حمید و ابن جریر و ابن المنذ ر و ابن مردویہ و ابن ابی حاتم اپنی تفاسیر اور ابوالشیخ کتاب العظمہ اور حاکم بافادۂ تصحیح صحیح مستدرک اور بیہقی کتاب الاسما اور خطیب تاریخ بغداد اور ضیاء مقدمی صحیح مختارہ میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی قال ان اول شئ خلق الله القلم وكان عرشه على الماء فارتفع بخار الماء ففتقت منه السموات ثم خلق النون فبسطت الارض على ظهر النون فاما ضطرب النون فما دت الارض فاثبت بالجبال. سب سے پہلے قلم پیدا کیا اور اس سے قیامت تک کے مقادیر لکھوائے اور عرش الٰہی پانی پر تھا بخارات اٹھے انسے آسمان جدا جدا بنائے گئے پھر اللہ عزوجل نے مچھلی پیدا کی اسپر زمین بچھائی زمین پشت ماہی پر ہے مچھلی تڑپی زمین جھونکے لینے لگی اسپر پہاڑ جما کر بوجھل کردی گئی کما قال تعالیٰ والجبال اوتاداً وقال تعالیٰ والقى فے الارض رواسی ان تمیدبکم. مگر یہ زلزلہ ساری زمین کو تھا خاص خاص مواضع میں زلزلہ آنا دوسری جگہ نہونا اور جہاں ہونا وہاں بھی شدت وخفت میں مختلف ہونا اسکا سبب وہ نہیں جو عوام بتاتے ہیں، سبب حقیقی تو وہی ارادۃ اللہ ہے اور عالم اسباب میں باعث اصلی بندوں کے معاصی فاصابکم من مصيبة فبما كسبت ايديكم ويعفو عن كثير تمہیں جو مصیبت پہنچتی ہے تمہارے



ہاتھوں کی کمائیوں کا بدلہ ہے اور بہت کچھ معاف فرما دیتا ہے۔ وجہ وقوع کوہ قاف کے ریشہ کی حرکت ہے حق سبحانہ وتعالیٰ نے تمام زمین کو محیط ایک پہاڑ پیدا کیا ہے جس کا نام قاف ہے کوئی جگہ نہیں جہاں اسکے ریشے زمین میں نہ پھیلے ہوں۔ جس طرح پیڑ کی جڑ بالائی زمین میں تھوڑی سی ہوتی ہے اور اس کے ریشہ زمین کے اندر اندر بہت دور تک پھیلے ہوتے ہیں کہ اسکے لئے وجہ قرار ہوں اور آندھیوں میں گرنے سے روکیں پھر پیڑ جس قدر بڑا ہوگا اتنی ہی زیادہ دور تک اسکے ریشے گھیریں گے۔ جب قاف جس کا دور تمام کرۂ زمین کو اپنے پیٹ میں لئے ہے اسکے ریشے تمام زمین میں اپنا جال بچھائے ہیں اور کہیں اوپر ظاہر ہو کر پہاڑیاں ہوگئیں کہیں سطح تک آ کر تھم رہے جیسے زمین سنگلاخ کہیں زمین کے اندر ہیں قریب یا بعید ایسے کہ پانی کے چوان سے بھی بہت نیچے ان مقامات میں زمین کا بالائی حصہ دور تک نرم مٹی رہتا ہے جسے عربی میں **سھل** کہتے ہیں۔ ہمارے قرب کے عام بلاد ایسے ہی ہیں مگر اندر قاف کے رگ وریشہ سے کوئی جگہ خالی نہیں جس جگہ زلزلہ کیلئے ارادۂ الٰہی عزوجل ہوتا ہے والعياذ برحمته ثم برحمته ورسوله جل و علا وصلى الله تعالىٰ عليه وسلم. قاف کو حکم ہوتا ہے کہ وہ اپنے وہاں کے ریشے کو جنبش دیتا ہے صرف وہیں زلزلہ آئیگا جہاں کے ریشہ کو حرکت دی گئی، پھر جہاں خفیف کا حکم ہے اس کے مجازی ریشہ کو آہستہ ہلاتا ہے اور جہاں شدید کا امر ہے وہاں بقوت۔ یہاں تک کہ محض صرف ایک دھکا سا لگ کر ختم ہو جاتا ہے اور اسی وقت دوسرے قریب مقام کے در و دیوار جھونکے لیتے ہیں اور تیسری جگہ زمین پھٹ کر پانی نکل آتا ہے یا عنف حرکت سے مادہ کبریتی مشتعل ہو کر شعلے نکلتے ہیں چیخوں کی آواز پیدا ہوتی ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ! زمین کے نیچے رطوبتوں میں حرارت شمس کے عمل سے بخارات سب جگہ پھیلے ہوئے ہیں اور بہت جگہ دخانی مادہ بھی ہے جنبش کے سبب منافذ زمین متسع ہو کر وہ بارود خاں نکلتے ہیں۔ طبعیات میں پاؤں تلے کی دیکھنے والے انہیں کے ارادۂ خروج کو سبب زلزلہ سمجھنے لگے حالانکہ انکا خروج بھی سبب زلزلہ کا سبب ہے۔ امام

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ
ابوبکر کتاب العقوبات اور ابوالشیخ کتاب العظمہ میں
عنہما سے روای قال خلق الله جبلا يقال له ق محيط بالعلم لعالم وعروقه الى الصخرة
التى عليهما الارض فاذا راد الله ان بزلزل قرية امر ذلك الجبل فحرك العرق الذى
يلے تلك القرية فزلزلها ويحر كهانمن ثمه تحرك القرية دون القرية۔ اللہ عزوجل نے
ایک پہاڑ پیدا کیا جس کا نام قاف ہے وہ تمام زمین کو محیط ہے اور اسکے ریشہ اس چٹان تک پہنچے
ہیں جس پر زمین ہے جب اللہ عزوجل کسی جگہ زلزلہ لانا چاہتا ہے جگہ کے متصل ریشے کو لرزش و
جنبش دیتا ہے یہی باعث ہے کہ زلزلہ ایک بستی میں آتا ہے دوسری میں نہیں۔

حضرت مولانا رومی قدس سرہ القوی مثنوی شریف میں فرماتے ہیں۔

رفت ذوالقرنین سوئے کوہ قاف-دید کہ راکز زمرد دبود صاف
گرد عالم حلقہ کردہ اومحیط-ماندہ حیراں اندران خلق بسیط
گفت تو کو ہے دگر باچیستند -کہ بہ پیش عظم تو بازیستند
گفت رگہائے فتد آہ کو بہا-مثل من بونددرفردہا
من بہر شہرے رگے دادم نہان-برعروقم بستہ اطراف جہاں
حق چو خواہدزلزلہ شہرے مرا-امر فرماید کہ جنبان عرق را

...... ...... ......

نزد آنکس کہ نداند غفلش ایں-زلزلہ بست از بخارات زیں

...... ...... ......

مور کے برکا غذے دیداوقلم-گفت باموردگرایں رازہم

...... ...... ......

گفت آں مور سوم آں بازوست-کا صبع لاغرزورش نقش بست



...... ...... ......

صورت آمد چوں لباس وچوں عصا -جز بعقل وجاں نجبد نقشہا

بحر العلوم قدس سرہ فرماتے ہیں ایں دوست بر فلاسفہ کہ می گویند بخارات درز میں محبوس
شوند بالطبع میل خروج کنند واز مصاومت ایں ابحرہ تفرق اتصال اجزاے زمین می شود و زمین
درحرکت می آید و ایں بست زلزلہ۔ پس مولوی قدس سرہ ردایں قول می فرمایند کہ قیام زمین از
کوہہات ورنہ درحرکت می ماند ہمیشہ۔ پس آں کوہ جنبش مید ہد زمین را بامر اللہ تعالٰی۔

چیونٹیوں کی حکایت سے بھی ان سفہا کی تنگ نظری کی طرف اشارہ مقصود ہے کہ جس
طرح قلم کی حرکت انگلیوں سے، انگلیوں کی قوت بازو سے، بازو کی طاقت جان سے تو نقش کہ قلم
سے بنتے ہیں جان بناتی ہے مگر احمق چیونٹیاں اپنی اپنی رسائی کے موافق ان کا فاعل قلم انگلیوں
بازو کو سمجھیں۔ یو ہیں ارادۃ اللہ سے کوہ قاف کی تحریک ہے۔ اس کی تحریک سے بخارات کا نکلنا
زمین کا ہلنا ہے۔ یہ احمق چیونٹیاں جنہیں فلسفی یا طبعی والے کہیے صدمۂ بخارات کو سبب زلزلہ سمجھ
لیے بلکہ نظر کیجئے تو یہ ان چیونٹیوں سے زیادہ کودن و بدعقل ہیں۔ انہوں نے سبب ظاہری کو سبب
سمجھا، انہوں نے سبب کے دو سببوں سے ایک کو دوسرے کا سبب ٹھہرالیا و باللہ العصمة
والسلام۔

......☆......

# جناب مولوی حکیم عبد القیوم بدایونی کے نام

جناب مولوی حکیم عبدالقیوم صاحب بدایونی مرحوم۔ نے شعر ذیل کا مطلب دریافت فرمایا

پیر ما گفت خطا در قلم صنع نرفت...... آفریں برنظر پاک خطاپوشش باد

جواب میں یہ مکتوب گرامی مرسل ہوا

مولٰینا سلمہ۔ وعلیکم السلام ورحمۃ وبرکاتہ

الحمدللہ معنی واضح ہیں کہ فوراً باستماع شعر برکات حضرت شیخ محی الدین ابن عربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے قلب فقیر پر فائض ہوئے۔ یہ اس مرید سعید خداترس رشید کا بیان حال ہے جس پر خوف الٰہی نے بشدت تمام اسیلائے تام کیا۔ قریب تھا کہ روح تن سے پرواز کر جائے یا جانب رضا یکسر اضمحلال پائے۔ شیخ ناصح طبیب قلب نے جب یہ حالت ملاحظہ کی تذکیر وسعت رحمت ونصوص رجاء مغفرت سے معالجہ فرمایا مگر خوف نہ اس حد پر تھا کہ سکون پاتا۔ ناچار آخر الدواء مالکی سرقدر سے استعانت کی کہ یہ جو کچھ گناہ ذنوب خطایا تجھ سے سرزد ہوئے کیا تیری قدرت وارادہ سے واقع ہوئے قلم تقدیر یوہیں جاری ہوا اور ان سب کا خالق رب جل وعلا۔ قلم صنع سے جو کچھ صادر ہو خطا نہیں ہوسکتا عین صواب ہے۔ کیا اپنے رب کی خلق وقضا پر معترض ہوتا ہے؟ یہ مرہم کارگر ہوا اور زخم جگر نے اندمال پایا مرید سعید ہوش میں آیا، اب کہ عقل کی طرف رجوع لایا۔ کہتا ہے حضرت مرشد نے یوں میری تسکین فرمائی کہ تیرے افعال سب خلق الٰہی وارادۂ الٰہی سے ہیں اور قلم صنع میں خطا کو جگہ نہیں یوں میری خطائیں میری نظر سے گرائیں ع آفریں برنظر پاک خطاپوشش باد۔ یہ جلیل معنی ایسے نہ تھے کہ فوراً شعر سنتے ہی فقیر کا ذہن قاصر انکی طرف منتقل ہو جاتا مگر فتوحات مکیہ شریف کی برکات مطالعہ نے القائے فیض فرمایا۔ حضرت شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں بندہ جب اپنے رب کے حضور حاضر ہوگا اور اس وقت اپنے افعال پر سخت شرمندہ ونادم۔ رب عزوجل بکمال رافت اسکی دفع خجلت ورفع ندامت کیلئے فرمائے گا کیا میں نے یہ افعال تجھ پر مقدر نہ کئے تھے یہ تو میری قضاء تقدیر میرے ارادہ سے واقع ہوئے تو کیوں نادم ہوتا ہے؟ حضرت شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جس دن یہ الہام مجھ پر القا ہوا تمام دن مجھے وہ فرحت رہی کہ حد بیان سے باہر۔



# خط مولوی محمد کرامت الله صاحب فاضل دهلوی

مولانا کرامت اللہ صاحب نے الاستمداد نامی ایک کتاب لکھی تھی۔ اس بارے میں اعلٰیحضرت مولانا شاہ احمد رضا خانصاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک طویل خط مولانا موصوف کو لکھا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

بگرامی ملاحظہ فاضل دہلوی جناب مولوی محمد کرامت اللہ خانصاحب اکرمہ اللہ بکرمتہ اللہ۔

بعد بلاغ تحیہ سنیہ ملتمس رسالۂ کرامت امداد مکرمی مولوی نسیم احمد صاحب نے بغرض تقریظ عنایت فرمایا درد سر تھا اسی حالت میں اول تا آخر مطالعہ کیا ماشاءاللہ اکثر جگہ بہت کافی بیان پایا مگر بعض مواضع نظر فقیر میں ایسے معلوم ہوئے جن پر مخالفین کو محل کلام یا سخت اعتراض کی گنجائش ہوا زانجا کہ جناب کو حال فقیر پر عنایت ہے اور دین یہی خیرخواہی ونصیحت ہے ان کی گزارش کی جرأت ہے اور کوئی ہوتا جس سے بجائے قبول حستم وملال مامول ہوتا تو کیا حاجت تھی مگر جناب کی محبت سے امید واثق کہ اس عرض کو ضرور محض خیرخواہی ودوستی للّٰہی پر معمول فرمائیں گے۔ قبل اسکے کہ رسالہ مخالفوں کے ہاتھ میں پہنچے اور وہ معترض ہوں باہم صاف کر لینا بہتر معلوم ہوتا ہے۔ ان میں بعض امور چنداں غیر ضرور مثلاً (۱) ص ۳۴ یہ صحابی فرماتے ہیں جرب ذلک۔ گمان فقیر میں یہ قول صحابی نہیں (۲) ص ۳۵ علی قاری حرز وصین میں فرماتے ہیں مراد بہ عباداللہ یار جال الغیب اندالخ حرز وصین علی قاری کی نہیں (۳) ص ۶ عبارت مظہری تواتر عن کثیر من الاکابر انہم ینصرون کا ترجمہ تواتر ہے۔ بڑے بڑے فضلا فرماتے ہیں کہ اولیا مدد کرتے ہیں۔ خیال فقیر میں نہم کی ضمیر اکابر ہی کی طرف ہے اور ان سے اولیاء مراد (۴) ص ۸ عبارت حجۃ البالغہ ربما اشتقاق بعضھم الی صور جدیۃ اشتھاء شدید انا شاعن جبلۃ ففرع ذلک بابا من المثال. کا ترجمہ کبھی کوئی بہت چاہتا ہے صورت جسمیہ پکڑنے کو بلحاظ اصل

خلقت کے جس سے اس کا تمثال ہوتا ہے زعم فقیر میں ٹھیک نہ ہو(۵) ص ۷ پر عبارت مکتوبات سے استدلال بہت سست ہے اس میں صرف اتنا ہے کہ ارواح اولیاء کو قدرت تشکل ہے۔ وہ ایک آن میں متعدد جگہ ہو کر متباین افعال کرتے ہیں۔ اس میں امداد کا ذکر نہیں نہ افعال امداد میں منحصر کسی کی مدد کر رہے ہیں، کشتی کو سہارا لگا رہے ہیں۔ ترجمہ میں ہے اصل میں نہیں اور اطلاق افعال سے استدلال نہیں ہو سکتا کہ مطلق و عام میں فرق عظیم ہے اور صدق موجبہ کو بعض افعال کافی (٦) مفتی مخطی کا مظاہر کو مطلقاً اڑا دینا یا عموماً حجاب ظلمانی جیسا کہ ص ۱۴ ر پر فرمایا اسکے کلام منقول ص ۱۳ سے فقیر کے خیال میں نہ آیا وہ مظاہر کو تو یقیناً مان رہا ہے اور اسے بردہ ظلمانی اپنے مخالفوں پر بتاتا ہے نہ سب پر۔ بہر حال اس میں اسے تاویل کی بہت گنجائش ہے تو ص ۱۴ ر پر یہ حکم کہ مظہر کو مطلق اڑا کر کفر کے گڑھے میں گرا بہت محل نظر ہے مگر ان مسامحتوں سے اصل مذہب کو ضرر نہیں (۷) انہیں کے قریب ہے اگرچہ مع زیادہ ص ۸ پر فرمایا اکثر تو تم مانعین میں اس علم یعنی تصوف سے کورے صوفیہ کرام سے ناواقف وہ تو بیچارے معذور ہیں یوں تو سارے وہابیہ معذور ہو گئے۔ شیخ محقق کو ترجمہ مشکوۃ میں دیکھئے کہ انہیں احوال اولیاء کرام سے غافل و بے شعور بتا کر منکر متعصب ہی فرمایا (۸) اسی کی مثل ہے چاروں وہابیہ مصدقین فتوائے مخطی کو ص ۱۴ ر پر فرمانا کہ مناسب یہ ہے کہ اس مفتی کی معیت چھوڑ دیں چاہیں اپنا مسلک نہ چھوڑیں۔ شرعاً ایک قبیح پہلو رکھتی ہے۔ اسی قسم کی دو گزارشیں اور ہیں کہ سلسلۂ بیان کے سبب قسم آئندہ میں عرض ہوں گی۔ ان سب سے قطع نظر کے بعد بعض وہ مواقع ہیں جس سے مذہب و اہل مذہب کو ضرر پہنچے گا یا پہنچنے کا قوی اندیشہ ہے البتہ ان پر توجہ مبذول فرمانا نہایت ضرور ہے مثلاً (۱) ص ۳۷ یہ مسئلہ اختلافیہ ہے۔ جملہ اہل کشف و بعض فقہاء قائل استمداد ہیں اور اکثر فقہا منکر یہ مخالف کے کس قدر بغلیں بجانے کا موقع ہے وہ کہہ دیگا کہ فقہ کے مقابل کشف حجت نہیں نہ اکثر کے خلاف بعض پر اعتماد۔ شرنبلالیہ و عقود دریہ و ردالمحتار وغیرہا میں ہر العمل بما علیہ الاکثر، جناب کی اس نقل کا ماخذ



کلام شیخ قدس سرہ ہے مگر فقیر کی یاد میں شیخ نے کہیں اکثر فقہاء نہ فرمایا۔ باب زیارۃ القبور میں بسیار ہے از فقہاء لکھا اور کتاب الجہاد باب حکم الاساری میں اما استمداد باہل قبور منکر شدہ اندانرا بعض فقہا پھر اسکا رد بلیغ فرمایا کثیر سے اکثر ہونا ہرگز ثابت نہیں ہوتا۔ ہند میں وہابیہ کثیر ہیں مگر بحمد اللہ تعالیٰ اہلسنت کے مقابل قلیل ذلیل۔

(۲) یہ بعض بسیارے ہوں یا اور کے ائمہ و مشائخ مذہب سے نہیں بلکہ قریب زمانے کے بعض ٹھیٹ متقشف فقیہان سرد کہ شیخ خود فرماتے ہیں کلام دریں مقام بعد تطویل کشید بزعم منکراں کہ درقرب ایں زمان فرقۂ پیدا شدہ اند کہ منکر ندا استمداد و استعانت را از اولیا کہ نقل کردہ شدہ اند بدار بقالہ۔ تو ایسی جگہ سب کو اختلافیہ کہنا غلط ہونے کے علاوہ مضر مذہب ہے۔ وہابیہ کہیں گے ہمارا قول بھی تمہارے ہی اقرار سے مسلک اہلسنت ہے تو یہ اختلاف اختلاف رحمت ہے۔ ص ۲۴ پر بھی فرمایا تھا خلاصۂ اختلاف یہ کہ بعض کہتے ہیں استمداد بغیر اللہ مطلقاً حرام بعض کہتے ہیں ہزارہا مقام پر درست! وہاں تاویل ممکن تھی کہ بعض اول سے وہابیہ اور دوم سے اہلسنت مراد ہیں مگر ص ۳۷ ر نے گنجائش نہ رکھی۔

(۳) پھر ان منکروں کا خلاف بھی صرف اہل قبور میں تھا اور وہ بھی غیر انبیاء علیہم الصلاۃ والثنا میں۔ شیخ نے جنائز میں فرمایا اما استمداد باھل قبور در غیر نبی ﷺ یا غیر انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام منکر شدہ اندانرا بسیارے از فقھاء. جہاد میں فرمایا باید دانست کہ خلاف در غیر انبیاء ست صلوٰت اللہ وسلامہ علیہم اجمعین کہ ایشان احیا اند بحیات حقیقی و دنیاوی باتفاق جنائز و جہاد۔ دونوں میں اہل قبور کی قید ملاحظہ فرما چکے اور جہاد میں فرمایا توسل از صالحان درحیات مستحسن ست باتفاق مگر جناب جس سوال پر کلام فرما رہے ہیں اس میں اطلاق ہے اور خود جناب نے ص ۱۷ پر کلام مثنوی در پناہ نام احمد مستجیر: نور احمد ناصر اند یار شد، ص ۲۱ پر عبارت جوہر منظم الاستغاثہ بہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الخ نیز ص ۲۳ کے اشعار ص ۴۴ یہ وغیرہا سے استناد فرما کر

(۸) اسمٰعیل بالائے طاق یہ علت اطلاق ان فقیہان متقشف میں بھی ہے وہ بھی استمداد کو صرف منع نہ کرتے بلکہ شرک وکفر کہتے۔ شیخ محقق ان کے حال میں فرماتے ہیں متوجہان بجناب ایشان راشرک بخدا وعبدہ اصنام می دانند۔ اور جناب نے اس اختلاف کو اس مسئلہ مطلقہ میں نقل کیا اور منکروں کو اکثر فقہا کہا تو حاصل یہ ٹھہریگا کہ صوفیہ کرام وبعض فقہا مسلمان ہیں اور جمہور فقہا یقینی کفار۔ حالانکہ حق یہ ہے کہ وہ نہ اکثر میں نہ فقہا نہ کافران کو فقہاء کہنا ایسا تھا جیسے آج کل من وتو زید وعمر کو کہا جاتا ہے۔ شیخ قدس سرہ نے اپنی مراد اپنی نص صریح سے واضح فرمادی۔ بیان جنائز کو بیان جہاد پر محول کیا اور بیان جہاد کے آخر میں فرمادیا برزعم منکران کہ درقرب ایں زمان اخ یہ دونوں گزارشیں قسم اول سے تھیں جسے مذہب پر چنداں ضرر نہیں۔ سلسلہ سخن کے سبب یہاں معروض ہوئیں۔

(۹) دیوبندی نے جو گنگوہی کے مرثیہ میں لکھا۔

حوائج دین ودنیا کے کہاں لیجائیں ہم یارب۔ گیا وہ قبلۂ حاجات روحانی وجسمانی

جناب نے اس کی نسبت فرمایا: ص ۲۲ ہم تو اس بارے میں مولوی صاحب (دیوبندی) کے مداح ہیں اور شعر کے معنی صوفیہ کرام کے مسلک کے موافق ہیں۔

(۱۰) نیز یہیں گنگوہی کو مولانا لکھا۔

(۱۱) ص ۳۲ مولانا محمد قاسم رحمۃ اللہ علیہ۔

(۱۲) یہیں شخص مذکور کی نسبت مولانا مرحوم یہ سب الفاظ اس سے ذہول پر مبنی ہو سکتے ہیں کہ گنگوہی نے ابلیس کی وسعت علم نص قطعی سے ثابت مانی اور حضور اقدس ﷺ کی نسب لکھا فخر عالم کی وسعت علم کی کون سی نص ہے اور حضور کی وسعت علم ماننے کو لکھا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے۔ نہ خود ابلیس کو شریک خدا مانا اور مصطفٰی ﷺ کیلئے وسعت علم ماننے والے کو مشرک بے ایمان جانا۔ اللہ عزوجل کی نسبت لکھا وقوع کذب کے معنی درست ہو گئے جو اسے بالفعل جھوٹا



کہے وہ فاسق بھی نہیں یہ اختلاف حنفی شافعی کا سا ہے۔ نانوتوی نے رسول اللہ ﷺ کو خاتم النبیین بمعنی آخر النبیین ماننا مخیلات عوام سے ٹھہرایا اور حضور اقدس ﷺ کے زمانہ انور میں بلکہ بالفرض حضور کے بعد بھی کوئی نبی ہو تو اسے مخل ختم نبوت نہ جانا۔ غالباً حسام الحرمین اور اس پر تقریظات و تقریرات علماء کرام حرمین محترمین ملاحظہ سامی سے گزری ہوں اور ایسی جگہ مولانا و مرحوم ورحمۃ اللہ علیہ کے احکام جو احادیث وحلیہ وعالمگیریہ وردالمحتار وغیرہا میں مذکور نظر گرامی سے مخفی نہ ہوں وباللہ التوفیق۔ یہ بیس مواضع ہیں ان میں سے دس کے مضر مذہب نہیں ان سے اغماض فرمایا جائے تو باقی دس کی اصلاح اہم ضروریات سے ہے۔ یہ دس صرف چار صفحوں میں آئے ہیں ۲و۲۲و۳۲و۳۷ ان چار کی تبدیل ضرور ہے، اس کیلئے جناب کو صرف دو کاپیاں لکھوانی ہوں گی کہ ان کے ساتھ صفحہ ا و۲۱ و۳۱ و۳۸ ضرورۃً لکھوانے ہوں گے۔ یہ چار ورق بعد اصلاح ضروری چھپ کرا ایک ایک تراش کر چار قدیم کو رسالہ سے کاٹ کر ان کی جگہ رکھ کر سلائی کر دینی ہوگی پھر ان چار کے تمام پرچے مطبع سے لیکر اپنی نظر کے سامنے تلف فرما دیجئے کہ کسی مخالف کے ہاتھ نہ لگیں۔ دو کاپیاں چھپوانا کوئی ایسی سخت دقت نہیں جس سے بچنے کو وہ عظیم ہائل اعتراضات مخالفوں کی طرف سے پڑنا قبول فرمایا جائے۔ یہ گزارش فقیر کہ محض خیر خواہی پر مبنی ہے اگر پسند خاطر گرامی آئے تو رسالہ کا ایک نسخہ ارسال فرمادیں۔ فقیر اس کے چاروں صفحات مذکورہ پر عبارت بنا کر حاضر کرے وباللہ التوفیق! اور اگر منظور نہ فرمائیں تو میری اس جرأت کو معاف فرمائیں۔ میرا اس سے مقصود فقط اللہ ہے وبس اور اسی کے لئے جناب کی خیر خواہی نہ کہ معاذ اللہ اپنا ترفع یا جناب پر اعتراض۔ واللہ یعلم المفسد من المصلح۔ والسلام خیر ختام بمولوی نسیم احمد صاحب سلام سنت۔

فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ

از بریلی ۲۲ رجمادی الاولیٰ ۳۰ھ

صاف بتا دیا کہ یہاں کلام مطلق ہے تو اس خلاف مخصوص کو اس حکم شامل کی طرف نقل کرنا اور خاص بعض صور میں بعض کے خلاف سے مطلق استمداد کو مسئلہ اختلافیہ ٹھہرا دینا غلط ہونے کے علاوہ کس مذہب کیلئے وجہ اضرار ہوگا۔

(۴) اسی صفحہ ۳۷ پر اسے نزاع لفظی ٹھہرانا ان ضرروں کا علاج نہ ہو سکے گا نہ وہ نزاع لفظی ہے۔ اولاً شیخ نے منکروں کو نو پیدا اور متعصب اور اولیا سے بے اعتقاد اور ان کے مدارج سے بے شعور اور انکے ارشادات سے نامرجوالانتفاع بتایا اور انکے اس حال قبیح سے عافیت مانگی۔ وہ اگر اعانت حقیقی بالذات کے منکر ہوتے قطعاً حق تھے اور ان الفاظ کے اصلاً نا مستحق۔ ثانیاً انبیاء ثالثاً احیا میں اتفاق ناممکن تھا کہ بالذات ہر غیر خدا سے قطعاً منفی۔

(۵) یہ تو جب کہ نزاع تھی ص ۲ پر جو نزاع حال کو اسی لفظی کی طرف ڈھالنے کو فرمایا ور اسے فیصلہ بتایا یہ کیونکر راست آیا۔ منکران زمانہ کا امام تقویت الایمان میں صاف لکھ چکا کہ پھر خواہ یوں سمجھے کہ ان کاموں کی طاقت خود بخود ہے خواہ یوں سمجھے کہ اللہ نے ان کو ایسی قدرت بخشی ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے اور وہ تقریر جو جناب نے مجاز کی لکھی کہ ص ۳ /انکو مظہر عون الٰہی جان کر توجہ الی اللہ کہے اور اس مدد کو خداوند تعالیٰ ہی کی مدد جانے (الی قولکم) اہل استمداد سے پوچھو تم جو اللہ سے استعانت کرتے ہو آیا ان کو خدا جانتے ہو یا خدا کا ہمسر یا اللہ کے مقبول بندے اسکی سرکار میں عزت و وجاہت والے اسکے حکم سے اسکی نعمتیں بانٹنے والے۔ دیکھو تم کو کیا جواب ملتا ہے؟ اس نے بعینہ نقل کر کے کلام کفار ٹھہرا دی۔ شروع کتاب میں کہا جواب دیتے ہیں کہ ہم تو شرک نہیں کرتے جب شرک ہوتا کہ ہم انبیاء و اولیا کو اللہ کے برابر سمجھتے بلکہ ہم انکو اللہ ہی کا بندہ جانتے ہیں یہ قدرت تصرف کی اسی نے بخشی ہے ان سے مدد مانگنی عین اسی سے مدد مانگنی۔ وہ اللہ کی جناب میں ہمارے سفارشی ہیں اور اسی طرح کی خرافاتیں بکتے ہیں پیغمبر خدا کے سامنے بھی کافران یہی باتیں بکتے تھے۔ کہیئے پھر نزع لفظی کہاں۔



(۶) اسی ص ۳ پر جناب نے اس کہنے کو پسند فرمایا کہ...... فرماتے ہیں درست اور جسطرح جہلا کرتے ہیں ممنوع۔ ایسی مجمل پسند بھی وہابیہ ہی کو مدد دیگی اور عوام اہلسنت کو پریشان اور ان پر وہابیہ کی گردنیں دراز کریں گے کہ دیکھو تمہارے علماء بھی تمہاری استعانت کو ناجائز بتاتے ہیں حالانکہ عوام بیچارے بھی مظہر و وسیلہ ہی جانتے ہیں جیسا کہ خود جناب نے ص ۱۳ اور ص ۲۲ پر تصریح اور صفحہ ۲۰ و ۲۱ پر امام سبکی و امام ابن حجر سے نقل کی پھر کیوں ممنوع ہوگی؟ عوارج خارجیہ کا نہ یہاں ذکر نہ وہ داخل استعانت نہ بہت عوام میں متحقق۔

(۷) مفتی مخطی اور اسکے موافقین پر جناب نے کفر قطعی کا حکم فرمایا کہ ص ۱۱ وہ کہتا ہے استمداد اولیا سے مطلق شرک اور کفر اور حرام ہے۔ منکر و غور کرو یہ تمہارا فتویٰ کس کس پر جاری ہوگا۔ تمہارے نزدیک جملہ اہل استمداد کافر ہو گئے مگر یہ اکابر تو کافر نہ ہونگے تم یقینی کافر ہو گئے۔ ص ۳ /اپنے اوپر یقینی کفر لے لیا مسلمانوں کو کافر کہہ کر ایضاً کہنے والا یقینی کافر ہو جائے گا قطع نظر اس سے کہ مخطی نے شرک خفی کہہ کر بچاؤ کی گلی رکھ لی۔ ہر شرک خفی کو کفر کیا مطلقاً حرام بھی نہیں کہہ سکتے۔ حضرت شیخ سعدی قدس سرہ فرماتے ہیں

دریں نوعی از شرک پوشیدہ است ☆ کہ زیدم ساز رد و عمرم نجست؟

حالانکہ ایسے محاورے تمام سلف و خلف و انبیاء وملئکہ علیہم الصلاۃ والسلام میں شائع ہیں۔ خود قرآن عظیم میں ہے والذین یؤذون رسول اللہ لھم عذاب الیم. عمرو نے جو مطلق استمداد کو حرام و شرک کہا اور مخطی نے اس کے قول پر توحید ساذج ٹپکتی بتائی اس میں وہ یہ بات بنالے گا کہ غیر توحید ساذج سے ناشی ہے اگرچہ حکم کفر میں اس نے تعدی کی تو مخطی پر کفر یقینی کے حکم میں دقت ہوگی۔ یہ بھی سہی تو اسمٰعیل دہلوی مطلقاً شرک ہونے کی تصریح کر چکا کما تقدم کیا اس پر یقینی کافر کا حکم لگائے گا اور اگر نہیں تو مخالف کو موقع ملے گا کہ شریعت کیا تمہارے گھر کی ہے جس کو چاہا کافر کہہ دیا جس کو چاہا بچا دیا۔

# بنام قاضی غلام یسین

بسم الله الرحمٰن الرحیم

نحمده و نصلی علی رسوله الکریم

بملاحظہ مولانا المکرّم ذی المجد والکرم مولوی قاضی غلام یٰسین صاحب زیدمجدہم۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ لطف نامہ تشریف لایا ممنون یادآوری فرمایا۔ مولانا زمانہ غربت اسلام ہے۔ بدا الاسلام غریبا وسیعود کما بدافطوبی للغربا۔ غربت کیلئے کس مپرسی لازم ہے۔ سنیوں میں عوام کی توجہ لہو ولعب و ہزل کی طرف ہے اور بد مذہب رافضی ہوں یا وہابی یا قادیانی یا آریہ یا نصاریٰ سب اپنے اپنے مذہب کی نصرت وحمایت واشاعت میں کمربستہ ہیں مال سے، اعمال سے، اقوال سے، سنیوں کو کون پوچھتا ہے؟ وقت ہی شیوع ضلالت کا ہے انکو اگر کوئی آدھی بات کہے جامہ سے باہر ہوں، ماں باپ کو گالی دیں اسکے خون کے پیاسے ہوں۔ اس وقت تہذیب بالائے طاق رہتی ہے۔ ساری تہذیب اللہ عزوجل اور حضور سید عالم ﷺ کے مقابل برتی جاتی ہے کہ ان کو موںھ بھر کر گالیاں دینے والے لکھ کر چھاپنے والے جو چاہیں بکیں ان بکنے والوں کا نام ذرا بے تعظیمی سے لیا اور نامہذب درشت گو کا خلعت عطا ہوا، یہ حالت ایمان ہے انا لله وانا الیه راجعون! ایسوں کے نزدیک تو معاذ اللہ قرآن عظیم بھی نامہذب ہے فلا تطع کل حلاف مهین هماز مشاء بنمیم مناع للخیر معتداثیم عتل بعد ذلك زنیم یا یها النبی جاهد الکفار والمنٰفقین واغلط علیهم یا یها الذین امنوا اقاتلوا الذین یلونکم من الکفار ولیجدوا فیکم غلظة ودوالو تدهن فیدهنون ولا تاخذکم بهما رافة فی دین الله تقربوا الیٰ لله. ببغض اہل المعاصی والقوہم بوجوہ مکفرۃ۔ بات یہ ہے کہ اللہ ورسول کی عزت قلوب میں بہت کم ہوگئی ہے، ماں باپ کو برا کہنے سے دل کو درد پہنچتا ہے، تہذیب بالائے طاق رہتی ہے نہ اس وقت اخوت واتحاد کا سبق یاد رہے۔ اللہ ورسول پر جو گالیاں برستی ہیں ان



سے دل پر میل بھی نہیں آتا وہاں نیچری تہذیب آڑے آتی ہے۔ اللہ اسلام دے اور مسلمانوں کو توفیق خیر عطا فرمائے وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون. مہرانور جسکا ترجمہ ہے وہ فقہ اکبر نہیں ایک نامعتبر رسالہ مولوی صاحب مرحوم کو ہاتھ لگ گیا تھا۔ فقہ اکبر وہ ہے جس کی شرح علی قاری و بحر العلوم وابوالمنتہی وغیرہم نے کی۔ فقیر کی چارسو تصانیف میں سے شاید ابھی سو بھی طبع نہ ہوئیں ان میں وہ بھی ہیں جو اس ضرورت کو باذنہ تعالیٰ پورا کرنے والے ہیں جس کی طرف آپ نے اشارہ کیا۔ طبع فتاویٰ کا سلسلہ بعونہ تعالیٰ پھر شروع ہوا ہے تو حسبنا الله ونعم الوکیل. تار خبر پر افطار حرام محض ہے افطار بالتحری تحری غروب میں ہے نہ کہ تحری ہلال۔ یہاں تو یہ ارشاد ہے کہ صوموا الرویة وافطر والرویة اور صاف ارشاد ہے کہ ان اللہ مدہ للرویۃ۔ آجتک تمام جہاں میں کوئی اس کا قائل نہیں کہ نہ رویت ہو نہ شہادت تحری کرلیں جاء واحد من خارج المصر پر اس کا قیاس محض جہل ہے۔ اس رسالہ کے مصنف کون بزرگ ہیں خیر کوئی بھی ہوں مگر تار پر افطار کا حکم افتراع فی الدین ہے۔ مدت ہوئی کلکتہ میں ایک فتویٰ میرا اس بارہ میں طبع ہوا تھا ایک ہی نسخہ اسکا باقی ہے حاضر کرتا ہوں۔ رسید وخیریت سے مطلع فرمائیے والسلام۔

......☆......

# خط بنام جناب سیٹھ حاجی عمر آدم جی

بسم الله الرحمٰن الرحیم

نحمده و نصلی علے رسوله الکریم

گرامی برادران اہلسنت جناب سیٹھ حاجی عمر آدم جی و حاجی یوسف بہیا جی و حاجی احمد جیا و طیب حاجی امین و جمال عمر ہود و سیف اللہ میاں حسین میاں صاحبان و جماعت اہلسنت جیت پور سلکم اللہ تعالیٰ۔

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کی رجسٹری آئی۔ یہ فقیر آپ سب حضرات اور تمام جماعت اہلسنت کیلئے پانچوں وقت کی نماز اور وظائف میں ہمیشہ دعائے خیر و برکت وسلامت و عفو و عافیت کرتا ہے اور آپ سب بھائیوں سے اپنے لئے طالب دعا ہے۔ پانچ وقت یاد نہ کر سکیں تو صبح شام دو ہی وقت دعا میں یاد فرمالیا کریں کہ میں سنی بھائیوں کی دعا کا بہت حاجتمند ہوں۔ یہ جو تین مسائل پر اب غوغا ہونا آپ نے تحریر فرمایا ہے اور یہ کہ لوگ برا کہتے ہیں ہم سب چپ سن لیتے ہیں، آپ بہت اچھا کرتے ہیں، برا کہنے کے جواب میں چپ رہنا ہی چاہئے۔ برا کہنے والے دو قسم ہیں ایک تو بد مذہب بوجہ اختلاف دین برا کہتے ہیں اسکی کیا شکایت۔ وہ تو ائمہ و صحابہ و اہلبیت رضی اللہ تعالیٰ عنہم بلکہ خود اللہ و رسول جل وعلا و صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو برا کہتے لکھتے چھاپتے ہیں۔ دوسرے سنی بھائی کہ کسی مسئلہ کی غلط فہمی یا اپنی خواہش کے خلاف ہونے یا نرے حسد کے سبب یا اسلئے کہ وہ آپ تمام برائیوں سے پاک ہیں اور انہوں نے اپنے کشف سے میری برائیوں پر اطلاع پائی ہو برا کہتے ہیں۔ الحمد للہ کہ یہ لوگ میرے دین و مذہب کو برا نہ کہیں گے کہ مذہب تو انکا بھی وہی ہے جو میرا۔ ہاں خود مجھے برا کہیں گے تو جتنی برائیاں میں اپنے میں جانتا ہوں وہ جان بھی نہ سکیں گے۔ میں ہر شب برات کو اپنے تمام حقوق سب سنی بھائیوں کو معاف کر دیا کرتا ہوں پھر شکایت کس کی کروں۔ ان صاحبوں کے برا کہنے پر آپ فقط



چپ نہ ہوں بلکہ ان کی خوشی اس میں دیکھئے کہ آپ بھی ان کے ساتھ برا کہنے میں شریک ہوں تو شوق سے شریک ہو جایا کیجئے۔ میں نے انہیں بھی معاف کیا اور آپ کو بھی معاف کیا۔ میرا کریم میرے سب گناہ معاف فرمائے اور سب سنیوں کے گناہ بخشے آمین۔

رہے تینوں مسئلے وہ صاحب میری کتابیں آنکھ کھول کر دیکھتے تو خود انکا ایمان ہی ان اعتراضوں کی اجازت نہ دیتا۔ وہ سنی مسلمان ہیں شرعی مسئلوں کے معاملہ میں کبھی ہٹ دھرمی پسند نہ کریں گے۔ بلا دیکھے سمجھے سنی سنائی فرمائی ہونگی اور اب دیکھ کر خود ہی حق سمجھ لیں گے۔ نوٹ کے مسئلہ پر یہ اعتراض کہ تیری ضرور یہ باتیں کتاب میں نہ کوئی دلیل حدیث سے ہے نہ کتاب ہے اور علماء کی مہر کیوں نہیں؟ نوٹ کو ہم لوگ کاغذ نہیں جانتے روپیہ جانتے ہیں۔

(۱) غالبًا ان صاحبوں نے کفل الفقیہ عربی ملاحظہ فرمایا اور عربی سمجھتے نہ تھے۔ اس میں کاغذ پر سیاہی کے سوا کچھ نظر نہ آیا کفل الفقیہ مترجم اول سے آخر تک ملاحظہ فرمائیں کہ اس میں آیت بھی ہے اور صحیح بخاری و صحیح مسلم کی حدیثیں بھی اور اعلیٰ درجہ کی معتمد کتابوں کی بکثرت سندیں ہیں۔

(۲) مہروں کا میں پابند نہیں صرف اپنے اماموں کا مقلد اور شرعی دلیلوں کا پابند ہوں پھر بھی اگر دیکھتے تو اسی کفل الفقیہ مترجم کے صفحہ ۱۱۲ ر پر اعلم علمائے رام پور حضرت مولانا مولوی محمد ارشاد حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ و عالم شاہجہانپور مولانا مولوی ریاست علی خاں صاحب وغیرہما کے دس مہر و دستخط ہیں۔

(۳) یہ تو انکھیارا دیکھ کر اور اندھا ٹٹول کر بتا سکتا ہے کہ نوٹ کاغذ ہے چاندی نہیں اور جب اللہ عزوجل نے اسے کاغذ پیدا کیا تو کسی کے سمجھ لینے سے چاندی کیسے ہو سکتا ہے؟ جیسے شراب کو کوئی کہے کہ ہم اسے شراب نہیں جانتے شربت جانتے ہیں تو کیا وہ شربت ہو جائیگی؟ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لاتبدیل لخلق الله. اللہ کی پیدا کی ہوئی شے کی تبدیلی نہیں۔

(۴) اگر وہ انکے جاننے سے واقعی روپیہ ہو گیا تو اب روپے سے اسکا معاوضہ چاندی سے چاندی

کا بدلنا ہوگا اور اسمیں محمد رسول اللہ ﷺ کا یہ حکم ہے کہ دونوں طرف وزن برابر ہونا فرض ہے تو ہزار روپیہ کے نوٹ پر دوانی چونی جتنی چڑھے اتنے ہی کو بیچنا حلال ہوگا۔ جو لوگ اسے ہزار روپیہ کو بیچنا لازم کرتے ہیں کمی بیشی جائز نہیں مانتے دوانی بھر چاندی کو ساڑھے بارہ سیر چاندی کے بدلے بیچنا لازم کرتے ہیں یہ کیسا صریح سود ہے۔ سود کا جائز وحلال ماننا تو وہ سخت حکم رکھتا ہے اسے لازم وواجب کرنے کا کیا حال ہوگا؟

آب قلیان کا مسئلہ۔ مولوی امجد علی صاحب نے بہار شریعت میں بے ذکر سند لکھا کہ وہ کتاب ہی صرف مسائل کیلئے ہے مگر فتاوائے فقیر جلد اول ص ۴۳۴ پر تو وہ مع سند کتاب درمختار موجود ہے۔ اور اب مولوی صاحب موصوف نے اسے بہت سندوں سے مفصل لکھا ہے اور اسکی پاکی کے ثبوت کو انصاف پسند حق طلب کیلئے اتنی ہی بات کافی تھی جو مولوی خلیل صاحب نے فرمائی کہ پانی پاک تھا اور اس میں کوئی ناپاک چیز ملی نہیں پھر ناپاک کیسے ہوگیا اس میں کونسا حرف ایسا ہے جس سے کوئی حق پسند انکار کرسکتا ہے اور اسپر یہ جواب کہ پاک ہے تو پینا بھی چاہیئے بہت بے سمجھی کی بات ہے۔ پاک کیچڑ کے سنے ہوئے پاؤں دھو کر کوئی نہ پیئے گا حالانکہ وہ پانی پاک ضرور ہے بلکہ وضو تھا اور دوسرے وضو کی نیت نہ کی اور کیچڑ سے پانی گاڑھا نہ پڑ گیا تو وہ پانی باجماع مذہب حنفی یقیناً قابل وضو ہے شریعت کے مقابل مسلمانوں کو ایسی بات کہنے سے خوف الٰہی چاہیئے۔ حقہ کا پانی طاہر ہونا مستند کتب حنفیہ وحدیث شریف وقرآن عظیم سے ثابت ہے۔

(۱) پانی اصل میں پاک اور پاک کرنے والا ہے۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے وانزلنا من السماء ماء طھورا. ہمنے آسمان سے پاک پانی اتارا اور فرماتا ہے وینزل علیکم من السماء ماء لیطھرکم بہ. اور تم پر آسمان سے پانی اتارتا ہے کہ تمہیں پاک کرے۔ زمین میں جتنے پانی ہیں سب آسمان ہی سے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے الم تران اللہ انزل من السماء ماء فسلکہ ینا [illegible] الارض. کیا تو نے نہ دیکھا کہ اللہ نے آسمان سے پانی اتار کر اسے چشمے سوت بنا کر



زمین کے اندر چلایا۔ درمختار میں ہے ماء اودیۃ وعیون وابار وبحار الکل من السماء. رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں الماء طھور پانی پاک اور پاک کرنے والا ہے تو کوئی پانی بے کسی ناپاک چیز کے ملے ناپاک نہیں ہوسکتا۔ حقے کا پانی اگر ناپاک ٹھہرے تو یوہیں ٹھہر سکتا ہے کہ تمباکو کا دھواں ناپاک ہو۔ حالانکہ تمباکو ایک پاک پتی ہے کہ طاہر قدوس جل جلالہ نے پاک پانی اتار کر پاک زمین سے پیدا کی تو اسمیں ناپاکی کدھر سے آگئی۔ دھواں تو نجاست کا بھی ناپاک نہیں یہ نوشادر جو آپ سب لوگ کھاتے ہیں اور چورن میں ڈالتے ہیں خاص نجاست کا اڑایا ہوا دھواں ہے۔ کتابوں میں تصریح ہے کہ وہ پاک وحلال ہے۔ ردالمحتار میں ہے النوشادر المستجمع من دخان النجاسته طاھر کما یعلم مما مرواوضحه سیدی عبد الغنی فی رسالة سماھا اتحاف من بادرالی حکم النوشادر یعنی نوشادر کہ نجاست کے دھویں سے اکٹھا ہوتا ہے پاک ہے جیسا کہ اوپر گزرے مسائل سے ثابت ہے اور حضرت سیدی عبدالغنی قدس سرہ نے اس کی طہارت میں خاص ایک رسالہ تصنیف فرمایا تو تمباکو کا دھواں کیسے ناپاک ہوسکتا ہے؟

(۲) اکابر علماء واجلہ اولیا ومشاہیر مشائخ مثل علامہ شہاب الدین خفاجی مصری مصنف نسیم الریاض شرح شفای امام، قاضی عیاض وعنایۃ القاضی شرح تفسیر بیضاوی وملک العلماء بحر العلوم مولانا عبد العلی لکھنوی مدراسی اور انکے والد ملک العلماء نظام الدین سہالی وشیخ علمائے حرم شریف حضرت سید حسین بن صالح جمل اللیل مکی ومولانا شاہ فضل الرحمن سراج مکی وقاضی حنفیہ مولانا شیخ صالح کمال مکی وامام مقام حنفی حضرت سید حسین بن صالح جمل اللیل مکی ومولانا شاہ فضل الرحمن گنج مرادآبادی ومولانا مولوی شاہ سلامت اللہ قادری کانپوری اور تمام بدایوں کے قبلہ وکعبہ وامام مولانا مولوی شاہ فضل رسول بدایونی وغیرہم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم سب حضرات حقہ پیتے تھے۔ کیا معاذ اللہ نجاست سے مونھ بھرنا روا رکھتے؟ مکہ معظمہ ومدینہ طیبہ وشام ویمن ومصر، قسطنطنیہ وغیرہا عام بلاد اسلام میں اکثر مسلمان وہی ہیں کہ تمباکو پیتے یا کھاتے یا سونگھتے ہیں۔ کم وہ ہیں کہ اس

سے بچے ہیں۔ کیا معاذ اللہ ان سب کے مونھ زبان حلق ناک دماغ نجس ہیں اور جب اس سے
ناپاک نہیں ہوتے تو یہ پاک قدوس کا پاک اتارا ہوا پانی کیسے ناپاک ہوگیا؟
(۳) کتب معتمدہ مثل درمختار وغمز العیون وحدیقۂ ندیہ وردالمحتار وفتح اللہ المعین وطحطاوی وفتاویٰ
حامدیہ وعقود الدریہ والصلحہ بین الاخوان ورسالہ رشیدیہ وغیرہا میں حقے اور تمباکو کی حلت مصرح
ہے جسکی تفصیل ہمارے رسالہ حقۃ المرجان میں برسیں ہوئیں چھپکر شائع ہوچکی۔ ردالمحتار علے
الدرالمختار میں ہے للعلامة الشيخ علىٰ الاجهورى المالكى رسالة فى حله نقل فيها انه
افتى بحله من يعتمد عليه من ائمة المذاهب الاربعة یعنی علامہ شیخ علیٰ جہوری کا حقہ کی
حلت میں ایک رسالہ ہے جس میں انہوں نے نقل فرمایا کہ چاروں مذہب کے معتمد اماموں نے
اسکے حلال ہونے کا فتویٰ دیا۔ اور اللہ عزوجل فرماتا ہے يحل لهم الطيبٰت يحرم عليهم
الخبٰئث یہ نبی پاک چیزیں حلال فرمائے گا اور سب ناپاک چیزیں حرام۔ حقہ کا دھواں جبکہ پینا
حلال ہے تو قرآن مجید سے ثابت ہوا کہ بیشک پاک ہے تو اللہ عزوجل کا پاک اتارا ہوا پانی اسکے
پاک کئے ہوئے دھوئیں سے ملنے کے سبب ناپاک کردینا اللہ عزوجل کے حکم کا بدل دینا ہے جس
سے مسلمانوں کو ڈرنا اور اپنے رب کی طرف توبہ کرنا چاہیئے۔ اور جب وہ یقیناً اپنی اصل طہارت
پر باقی ہے تو بلاشبہ اصل طہوریت پر بھی باقی ہے۔ کتب معتمدہ میں صاف تصریح ہے کہ پاک چیز
کے اثر سے اگر پانی کے رنگ بو مزہ سب بدل جائیں اسکے قابل وضو ہونے میں فرق نہیں آتا۔
اسکا نہایت مبسوط بیان ہمارے رسالہ، النور والنورق، میں ہے کہ کسی کتاب میں شافی ومحیط بیان
نہ ملے گا۔ تنویر الابصار میں ہے يجوز بماء خالط طاهر جامدان بقيت رقته. درمختار میں
ہے يجوز مطلقاً وان غير كل اوصافه. غرر ودرر میں ہے يجوز الوضوء والغسل بماء
البحر والعين والبئر وان غير اوصافه اللون والطعم والرائحة مكث او طاهر
جامد. ہاں اگر اس میں بو ہو تو بضرورت ومجبوری اسکا وضو میں صرف کرنا نہ چاہیئے۔ بو کی حالت



میں نماز مکروہ ہوگی، مسجد میں جانا حرام ہوگا جیسا فتاویٰ رضویہ میں بیان کیا لیکن اگر اور پانی نہ ملے
تو بلاشبہ بحکم قرآن عظیم اسکے ہوتے ہوئے تیمم باطل ہوگا اور نماز نہ ہوگی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ولم
تجدوا ماء. یعنی تیمم اسوقت جائز ہے جب اصلا کوئی آب مطلق نہ ملے۔ مسلمانو! یہ سب
قرآن عظیم کے احکام ہیں انکے آگے سر جھکانا فرض۔ اللہ تعالیٰ توفیق خیر دے، آمین۔

گزارش اخیر اذان کا مسئلہ برسوں کا ہے اور نوٹ کا اس سے بھی پہلے کا اور اسے
برادران کاٹھیاوار نے بہت خوشی سے لیا۔ اب نزاع کا منشا اگر وہ مسائل جرمانہ واخذ بالجبر ہیں
جو وہاں نکاح وطلاق پر لیا جاتا ہے تو بھائیو وہ مسائل دلائل کے ساتھ لکھے گئے ہیں جو حضرات
دلائل خود نہ سمجھ سکیں جس سنی عالم سے چاہیں ان مسائل کی تصدیق کرائیں۔ اگر کوئی عالم ان
دلیلوں کا معقول جواب دیدے اور صحیح سندوں سے اس مال کا حلال ہونا بتادے تو سب سے پہلے
اسکا ماننے والا میں ہوں گا اور اگر کوئی اسے رد نہ کر سکے تو بھائیو! جب اپنا کوئی فعل خلاف شریعت
ثابت ہو تو اس فعل سے باز آنا چاہیئے نہ کہ شرعی حکم پر غوغا اور جو صاف باز نہ بھی آئیں تو ہر شخص
اپنے فعل کا مختار ہے اس پر رنجش وغوغا کیا درکار ہے۔ اللہ عزوجل سنی بھائیوں کو نیک توفیق
دے۔ آمین! والسلام۔

دوم ذی الحجہ ۱۳۳۵ھ ہجریہ علے صاحبہا وآلہ افضل الصلوٰۃ والتحیۃ۔

......☆......

# بنام مولوی ریاست علی خاں صاحب شاہجہانپوری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیہ رسولہ الکریم

بگرامی ملاحظہ جناب والامناسب، بالامراتب زید کرمہم۔وعلیکم السلام

وہ ایک سوایک اقوال صرف مولوی عبدالباری صاحب کے ہیں ان میں کوئی لفظ دوسرے کا نہ تھا۔تو یہ جس طرح کفر سے فرض ہے یوہیں ضلالت سے یوہیں معصیت سے۔توبہ کیلئے صرف کفر پر اختصار ضلالت ومعصیت پر اصرار ہے۔مولیٰ عزوجل نے واذقیل لہ اتق اللہ اخذتہ العزۃ بالاثم فرمایا ہے نہ کہ بالکفر۔معہذا بہت معاً بعد استحلال مسلک کفرہی میں منسلک ہو جاتے ہیں نہ کہ ضلالات نہ کہ بروجہ استحسانات۔حق حق گزارش ہے ہرگز مولوی صاحب پر تفریع وتشنیع کا ارادہ نہیں بلکہ صرف دو مقصود دونوں کمال محمود۔اول خود مولوی صاحب کی خیر خواہی خصوصاًیوں کہ ان کے والد ماجد سے مراسم برادرانہ تھے۔دوم یہ امید کہ ان کا ہدایت پانا انشاءاللہ العزیز ہزاروں کا ہدایت پر آنا ہوگا کہ فی سقوط العالم سقوط العالم۔کیا اچھا ہو کہ مولوی صاحب اس مختصر پرچے کو قبول کر کے بعد مہر ودستخط شائع فرمادیں۔ہاں ان ایک سوایک میں جو بے غائلہ ثابت ہو جائے میں اسے کم کرنے کو تیار ہوں مگر انصاف ملحوظ رہے۔دوراز کار تاویلات مکابرہ میں ہوتی ہیں یہ میں نے خیر خواہانہ پیش کئے ہیں نہ مخالفانہ کہ جواب میں تعصب وضد کی حاجت ہو جو انصافاً صحیح ہے۔قبول حق اللہ ورسول ومسلمین کے نزدیک فضل صریح ہے۔یوں بناوٹ کو کہاں گنجائش نہیں ہوتی۔تمثیلاً ایک بات عرض کروں نہ اعتراضاً عبدالماجد کے اشد کفر۔آپ نے خود ملاحظہ فرمائے اس کی نسبت مولوی صاحب نے چھاپا کہ ہم نے خوب تحقیق کرلیا اس میں کوئی بات کفر کی نہیں مفتیوں نے کھینچ تان کر کفر لگائے ہیں۔جب یہاں سے اس تحقیق کا مطالبہ ہوا تین رجسٹریوں کے بعد جواب آیا کہ ہم نے اس سے پوچھا تو نے کوئی کفر کیا ہے اس نے کہانہ۔بس اتنی تحقیق ہمیں بس تھی۔ملاحظہ ہوا سے اس خط کے مضمون سے کس درجہ بعد کلی ہے۔پھر آپ سے یہ فرمادیا کہ ہم نے بریلی لکھ بھیجا تھا کہ عبدالماجد نے توبہ کرلی کفر زائل ہوگیا۔یہ اس تحریر خط کا صریح مناقض اور طرفہ یہ کہ محض خلاف واقع ہے۔یہاں آیا ہوا خط محفوظ ہے۔اس میں وہی ہے جو میں نے اس کا خلاصہ لکھا، ذکر توبہ کا ایک حرف بھی اس میں نہیں۔ایسی تاویلات نہ ہوں۔سنا گیا کہ جمیعۃ العلماء کی مستقل صدارت وہابیہ کسی دیوبندی کی دینا چاہتے ہیں، یہ اسلام پر اور بھی اشد ہوگا۔مولوی عبدالباری صاحب خود کیوں نہیں اس کے مستقل صدر ہوئے کہ بہ نسبت وہابیہ پھر ہم سے قریب ہوں گے اور اسلام پر ان کا سا فتنہ نہ ہوگا۔میری یہ گزارش بھی مولوی صاحب تک پہنچادیجئے۔والسلام

فقیر احمد رضا قادری غفرلہ غرہ رجب مرجب ۱۳۳۹ھ

(۲)

بگرامی ملاحظہ مکرم ذی الکرم جناب مولوی ریاست علی خاں صاحب زید کرمہم وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ۔

(ا)میرے نزدیک یہ کوئی اہم بات نہیں کہ کفریات وضلالات ومحرمات جدا جدا کردیئے جائیں۔یہ میری تحریر مفصل سے حاصل ہے اس کیلئے توبہ کیوں رکے۔تین فہرستیں بنانے میں ایک بڑا نقص حائل ہے۔بعض اقوال کفر وضلال وحرام سے دو یا تین احتمالوں میں دائر ہونگے کہ اس صورت پر کفر اس پر ضلال اس پر حرام اور واقع ان میں سے ایک ہی ہوگی۔اب اگر انہیں ایک ہی فہرست میں رکھیں باقی صورت یا صور رہ جائیں گی اور ممکن کہ واقع وہی متروک ہو تو ناواقع سے توبہ ہوئی واقع سے نہ ہوئی۔اور اگر ہر فہرست رکھیں تو ایک کے دو یا تین قول ہو جائیں گے، ایک سو ایک سے عدد بہت بڑھ جائے گا اور بلاوجہ بڑھے گا اور بہر حال غیر واقع سے توبہ کا الزام ہوگا جو بے معنی ہے لہٰذا فہرست یوں ہی رہے اور جس امر میں شبہ پڑے میرا مضمون مفصل موجود ہے۔

(۲) اعتبار عموم لفظ کا ہے نہ خصوص سبب کا کریمہ اخنس ہی پر رد نہیں بلکہ ہر مصر بر اثم بعد الاستتابہ پر۔ تو یہ فرمانا کہ انحصار کفر کا نہ سہی لیکن منافق کے باب میں تو نازل ہوئی ہے میں مصداق منافقت بھی ٹھہرا عجیب ہے

(۳) اخنس کا نفاق یقیناً کفر تھا۔ کفر میں انحصار حکم خود نہ مان کر پھر اپنے آپ کو مصداق نفاق نازل فیہ الکریمہ ٹھہرانا سخت اعجب ہے۔

(۴) آیت میں لفظ اثم مطلق ہے نہ کہ خاص نفاق! اسی کی تفسیر میں مفسرین نے سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وہ ارشاد ذکر کیا ہے کہ سخت گناہ ہے کہ آدمی سے اس کا بھائی اتق اللہ کہے اور وہ جواب دے کہ علیک بنفسک۔ تفسیر ارشاد العقل دیکھئے انہوں نے اثم کی تفسیر الفساد اوالعفاق کی ہے۔ تفسیر کبیر میں وجہ اول یہی رکھی کہ ذلك الا ثم هو ترك الالتفات الى هذا الواعظ و عدم الا ضعاء اليه. اور وجہ دوم میں بھی صرف کفر نہ لیا بلکہ جہل و عدم النظر فی الدلائل بھی۔ معالم التنزیل میں اثم کو ظلم سے تفسیر کیا اور وجہ دوم کو بصیغۂ ضعف و تمریض بیان فرمایا کہ وقيل معناه اخذته لغرة لااثم الذى فى قلبه ۔

(۵) مدارک ہی کو دیکھئے آپ نے جو عبارت نقل کی وہ انہوں نے موخر رکھی ہے، متصل کی مقدم عبارت آپ نے چھوڑ دی کہ حملته النخوة وحمية الجاهلية على الاثم الذى ينهى عنه والزمته ارتكابه دیکھئے ایک تو مطلق اثم لیا جس سے منع کیا جائے ثانیا بعد نہی اس کا ارتکاب بتایا یہ نفاق پر کیونکر صادق کہ وہ قطعاً سابق۔

(۶) لاجرم یہ فرمانا کہ ایک فرد منافقیت کی بھی برھائی گئی محض غصہ ہے۔

(۷) یہ اور بھی عجب ہے کہ منافقیت سے توبہ کی بھی شرط جناب نے نہیں لگائی تھی۔ اگر آپ کے نزدیک منافقیت بھی ہے تو کیا وہ کفریات سے خارج ہے جن سے توبہ مشروط و موعود تھی۔

(۸) فرمایا ممکن ہے کہ کوئی اور فرد بھی بڑھائی جائے۔ آپ اطمینان رکھیں توبہ لینے کیلئے کوئی شے



کفر و ضلال و معصیت سے باہر نہ بڑھے گی۔

(۹) انا المومن حقا کا حصر کہ صرف آپ ہی مسلمان ہیں اگرچہ اس خط کے جو آپ نے حضرت حامی سنت، ماحی بدعت، حضرت مولانا مولوی حافظ حاجی شاہ سید محمد میاں صاحب دامت برکاتہم کو لکھا تھا جس میں تمام مسلمانان عالم کا اسلام محض برائے نام بتایا تھا بلحاظ دیگر مسلمین منافی نہیں مگر خود آپ کے لحاظ سے ضرور منافی ہے۔ اس میں آپ نے اپنے نفس کو بھی صراحۃً صرف نام کا مسلمان بتایا تھا اور یہ کہ آپ کو کافر سے کچھ وجہ امتیاز نہیں پھر آپ مومن حق کیسے ہو سکتے ہیں نہ کہ آپ ہی مومن حق ہوں۔

(۱۰) نہ میں نے ادعائے عصمت یا حفظ کیا تھا نہ آپ سے محفوظ بننے کی خواہش کی۔ وہ گناہ کہ ان کاروائیوں میں ہو رہے ہیں اور عوام ان میں آپ کے مقلدین رہے ہیں ان سے توبہ کو کہا تھا۔

(۱۱) علمائے کرام کا لفظ تو آپ نے بڑھا لیا۔ میں کسی طرح وہابیہ دیوبندیہ و امثالہم و اتباعہم کو کرام نہیں کہہ سکتا نہ جب تک آپ سچے ثابت ہوں علمائے کرام پر آپکی صدارت چاہوں۔

(۱۲) ان علماء مصادیق اضله الله على علم پر آپ کی صدارت کی وجہ خود اس میں عرض کر دی تھی کہ بہ نسبت وہابیہ پھر ہم سے قریب ہوں گے اور اسلام پر ان کا سا فتنہ و صدمہ نہ ہوگا یعنی شراھون من شر۔

(۱۳) یہ بھی غلط ہے کہ باوجود کافر اور منافق جاننے کے منافق کا حال اوپر معلوم ہو لیا اور کفریت قول کا فریت قائل نہیں آپ کا فرق نہ کرنا عجیب۔

(۱۴) ایسے علماء کو سواد اعظم اور ان کے مخالف کو شذ فی النار کا مصداق بتانا خود غلو فی الدین و افترا علی الدین ہے۔

(۱۵) بفرض باطل اگر وہ مجمع سنّی بھی ہوتا تو مشرکین سے وداد و اتحاد، حمایت میں ان پر اعتماد، ان سے استعانت و استمداد ان کی غلامی و انقیاد جو یہ مجمع کرتا اور عوام سے کرا رہا ہے اس کے بعد سنّی

# بنام مولانا حکیم عبد الرحیم صاحب

(۱)

بسم الله الرحمٰن الرحیم

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم

مولانا المکرّم مولوی حکیم عبد الرحیم صاحب زید کرمہم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کی دو رجسٹریاں آئیں۔ تین مہینے سے زائد ہوئے کہ میری آنکھ اچھی نہیں۔ میری رائے اس مسئلہ میں خلاف پر ہے۔ مدت ہوئی اس بارے میں میرا فتویٰ تحفۂ حنفیہ میں چھپ چکا۔ میں اس رخصت کو جو بحر الرائق میں لکھی ہے مان کر بحالات نسا سوائے حاضری روضۂ انور کہ واجب یا قریب بواجب ہے مزارات اولیا یا دیگر قبور کی زیارت کو عورتوں کا جانا باتباع غنیۃ علامہ محقق ابراہیم حلبی ہرگز پسند نہیں کرتا خصوصاً اس طوفان بے تمیزی، رقص ومزامیر وسرود میں جو آجکل جہاں نے اعراس طیبہ میں برپا کر رکھا ہے۔ اس کی شرکت تو میں عوام رجال کو بھی پسند نہیں رکھتا نہ کہ وہ جن کو انجشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدی خوانی بالحان خوش پر عورتوں کے سامنے ممانعت فرما کر انہیں نازک شیشیاں فرما گیا۔ والسلام

(۲)

بسم الله الرحمٰن الرحیم

نحمده و نصلی علی رسوله الکریم

مولانا المکرّم اکرمکم وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کی رجسٹری ۱۵ ربیع الآخر شریف کو آئی، میں ۱۲ ربیع الاول شریف کی مجلس پڑھ کر شام ہی سے ایسا علیل ہوا کہ کبھی نہ ہوا تھا۔ میں نے وصیت نامہ بھی لکھوا دیا تھا۔ آج تک یہ حالت ہے کہ دروازہ سے متصل مسجد ہے چار آدمی کرسی پر بٹھا کر مسجد لے جاتے ہیں۔ میرے نزدیک وہی دو حرف کہ اول گزارش ہوئے کافی تھے اور قدرے تفصیل کروں۔



(۱) پہلے گزارش کر چکا کہ عبارات رخصت میری نظر میں ہیں مگر نظر بحال زمانہ میرے نہ میرے بلکہ اکابر متقدمین کے نزدیک سبیل ممانعت ہی ہے اور اسی کو اہل احتیاط نے اختیار فرمایا۔ آپ خود فرماتے ہیں کہ منافقین کے باعث عورتوں کو مسجد کریم میں حاضری سے اللہ جل وعلا و رسول اللہ ﷺ نے ممانعت نہ فرمائی بلکہ منافقوں کو تہدید و تربیت اور مردوں کو تقدم عورتوں کو تاخر کی ترغیب فرمائی اور میں اتنا اور زائد کرتا ہوں کہ صرف یہی نہیں بلکہ نساء کو حضور عیدین کی سخت تاکید فرمائی یہاں تک حکم فرمایا کہ برکت جماعت و دعاء مسلمین لینے کو حیض والیاں بھی نکلیں، مصلے سے الگ بیٹھیں، پردہ نشین کو آریاں بھی جائیں جس کے پاس چادر نہ ہو ساتھ والی اسے اپنی چادر میں لیلے۔ صحیحین میں ام عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے ارنا ان تخرج الحیّض یوم العیدین وزوات الحذور فیشهدن جماعة المسلمين و دعوتهم و تعتزل الحيض عن مصلا هن قالت امرأته يا رسول الله حدلنا ليس لها جلباب قال تعلبها صاجتها من جلبا بها. اور صرف یہ عیدین میں امر ہی نہیں بلکہ مساجد سے عورتوں کو روکنے سے مطلقاً نہی بھی ارشاد ہوئی کہ اللہ کی باندیوں کو اللہ کی مسجدوں سے نہ روکو۔ مسند امام احمد و صحیح مسلم شریف میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لا تمنعوا اماء الله مساجد الله۔ یہ حدیث صحیح بخاری کتاب الجمعہ میں بھی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا امر وجوب کیلئے ہے اور نہی تحریم کیلئے اور فیض و برکت لینے کا فائدہ خود حدیث میں ارشاد ہوا با ایں ہمہ آپ ہی لکھتے ہیں کہ "مسجد میں عورتوں کی نماز بند ہوئی اس کو بندہ مانتا ہے۔" درمختار کی عبارت آپ سے مخفی نہ ہوگی کہ یکره حضور هن الجماعة و الجمعه وعيد و ومخط مطلقا ولو عجوز اليلا على المذهب المفتی به لفساد الفرمان. اسی طرح اور کتب معتمدہ میں ہے۔ ائمۂ دین نے جماعت وجمعہ وعید در کنار وعظ سے مقصود تو صرف اخذ فیض وسماع امر بالمعروف ونہی عن المنکر و

نہ رہتا ولو (عجبك كثرة الخبيث)۔ کیا ان کفریات وضلالات ومحرمات میں اتباع فرض ہے
اور مخالف فی النار حاشا بلکہ شرعا وہی اوران کا متبع شذ فی النار کا سزاوار؟

(۱۶) بفرض باطل اگر وہ مجمع سنی ہی رہتا جن میں اکثر مجاہیل وناقصین وقاصرین ہیں تو آج کل کے
چند ہندیوں کا قول وعمل حجت شرعیہ ہونا اور وہ بھی ایسی کہ مخالفت جہنمی یہ شریعت پر اشد افترا ہے۔

(۱۷) یہ کونسا مسئلہ عقائد کا ہے؟ فرعیات میں دیکھئے ہر امام نے کسی نہ کسی قول میں جمہور کا خلاف
کیا ہے۔ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدت رضاع میں، امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحلیل متروک
التسمیہ عمدا میں، امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ طہارت وحل سور کلب میں، امام احمد رضی اللہ تعالیٰ
عنہ ابطال وضو بفصل زن میں خلاف جمہور ہیں۔ وقس علیه شذفی النار وہ ہے جو معاذ اللہ ان
کو شذ فی النار بتائے۔

(۱۸) ذرا آنکھ کھولئے کتنی بار تحریراً اور تقریراً شائع کر دیا ہے کہ مخالفت ان کفریت وضلالات سے ہے
نہ کہ امداد سلطنت اسلام سے تو اس میں مخالف بنا کر شذ فی النار کا الٹا صیغہ کیسا شدید مکابرہ ہے؟

(۱۹) اسے فرض عین کہنے کا شرع سے ثبوت بھی دیجئے گا ام تقولون علی الله مالا تعلمون.

(۲۰) حضور اقدس ﷺ وصحابۂ کرام نے دعا ہی پر اکتفا فرمائی جب تک حکم جہاد نہ تھا ہمیں بھی حکم
جہاد نہیں۔ آپ خود مان چکے ہیں، دیکھئے اپنا رسالہ ہجرت صفحہ ۲۷/ وصفحہ ۲۱/ وصفحہ ۷/ حتی کہ صفحہ ۱۵/
پر ہے جدال وقتال کو اس وقت اعانت بمال کو مسلمانان ہند پر فرض نہیں سمجھتے بوجہ عدم
استطاعت۔ صفحہ ۱۸/ پر ہے جب مصطفیٰ کمال پاشا اور ان کے رفقا کی قوت فنا ہو جائے اس وقت
ہمارا فرض ہوگا کہ مدافعت کریں، لوگوں میں جوش پیدا کریں، قطع تعلق سے کام لیں، سودیشی کی
تحریک میں حصہ لیں تو آپ کے نزدیک بھی ابھی ان میں سے کچھ بھی فرض نہیں پھر مسلمانوں پر
منھ آنا اور شذ فی النار کا مصداق بنانا شذ فی النار بننا ہے یا نہیں؟

(۲۱) میں پھر عرض کرتا ہوں کہ محرمات وضلالات وکفریات سے توبہ کو آرے بلے، لیت ولعل،
امروز فردا، آجکل میں ڈالنا سخت مہلکہ ہے۔ فہرست آپ کے پاس پہنچ چکی ہے۔ مفصل تحریر
دوبارہ مرسل توبہ فرما کر وہابیہ و دیوبندیہ وامثالہم وہنود عنود وجملہ مشرکین ومرتدین وضالین سے
پاک ہو کر ہم سے مل جائیے، خالص اہلسنت کے جلسے کیجئے جو چندہ اہلسنت کا اس مجمع ضلالات
میں پہنچ چکا ہے اسے خالص اپنے قبضہ میں کیجئے، جو تدابیر جائز ومفید وممکن ہوں سب اہلسنت مل
کر تجویز کریں پھر دیکھئے کہ ہم غربا آپ کی خدمت کو حاضر ہیں یا نہیں۔ اول تو کفار مرتدین
وضالین دور ہو کر ظہور برکات کی امید ہے اور بالفرض کامیابی نہ ہو تو عذاب سے رہائی اور ثواب
کی امید تو ہے۔ واللہ الہادی! یہ تیسرا خط ہے اس کے بعد میں این وآن میں وقت ضائع نہ
کرونگا۔ جیسی دور از کار باتیں اب تک ہوئیں ایسی ہی ہوئیں تو التفات کی حاجت نہ جانوں گا
صرف ان دو آیتوں کی تلاوت کافی سمجھوں گا یایها الذين امنوا توبوا الى الله توبة نصوحا○
ومن لم يتب فاولئك هم الظلمون○ وحسبنا الله ونعم الوكيل وصلى الله تعالىٰ على
سيدنا ومولانا محمد واله و صحبه اجمعين والحمدلله رب العلمين۔

فقیر احمد رضا قادری غفرلہ دوم شعبان معظم ۱۳۳۹ھ

......☆......

تصحیح عقائد واعمال ہے کہ توجہ مشیخت سے ہزار درجہ اہم واعظم اور اس کی اصل مقدم ہے۔اس کا
فیض بے توجہ مشیخت سے بھی عظیم مفید ودافع ہر ضرر شدید ہے اور وہ یہ نہ ہو تو توجہ مشیخت کچھ مفید
نہیں بلکہ ضرر سے قریب نفع سے بعید ہے۔ کیا امام اعظم وامام ابو یوسف وامام محمد وسائر ائمہ مابعد
رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو فیض حقیقت اقدس سے روکنے والا اور معاذ اللہ معاذ اللہ یرید ون ان یطفئو
انور اللہ بافوا ھھم میں داخل مانا جائیگا؟ حاشا یہ اطبائے قلوب ہیں مصالح شرع جانتے ہیں۔
(۲) صحیح بخاری وصحیح مسلم وسنن ابی داوٗد میں ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ارشاد اپنے
زمانے میں تھالوادرك رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم ما احدث النساء لمنعھن
المسجد کما منعت نساء بنی اسرائیل۔ اگر نبی ﷺ ملاحظہ فرماتے جو باتیں عورتوں نے
اب پیدا کی ہیں تو ضرور انہیں مسجد سے منع فرمادیتے جیسے نبی اسرائیل کی عورتیں منع کر دی گئیں۔
پھر تابعین ہی کے زمانے سے ائمہ نے ممانعت شروع فرمادی۔ پہلے جوان عورتوں کو پھر بڑھیوں
کو بھی، پہلے دن میں پھر رات کو بھی، یہاں تک کہ حکم ممانعت عام ہو گیا۔ کیا اس زمانے کی عورتیں
گربے والیوں کی طرح گانے ناچنے والیاں یا فاحشہ دلالہ تھیں اب صالحات ہیں یا جب
فاحشات زائد تھیں اب صالحات زیادہ ہیں یا جب فیوض وبرکات نہ تھے اب ہیں یا جب کم تھے
اب زائد ہیں؟ حاشا بلکہ قطعاً یقیناً معاملہ بالعکس ہے۔ اب اگر ایک صالحہ ہے تو جب ہزار تھیں،
جب اگر ایک فاسقہ تھی اب ہزار ہیں، اب اگر ایک حصہ فیض ہے جب ہزار حصہ تھا۔ رسول اللہ
ﷺ فرماتے ہیں لایأتی عام الا والذی بعدہ شرمنه. بلکہ عمائیہ امام اکمل الدین بابرتی میں
ہے کہ امیر المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس شکایت لے گئیں۔ فرمایا اگر زمانہ اقدس
میں حالت یہ ہوتی حضور عورتوں کو مسجد میں آنے کی اجازت نہ دیتے حیث قال ولقد نھی
عمر رضی الله تعالیٰ عنه النساء عن الخروج الی المساجد فشکون الی عائشة
رضی الله تعالیٰ عنها فقالت لو علم النبی ﷺ ما علم عمر ما اذن لکن فی



الخروج پھر فرمایا فاحتج به علماؤنا ومنعوا الشواب ع الخروج مطلقا ء اما العجائز
فمنعھن ابو حنیفة رضی الله تعالیٰ عنه عن الخروج فی الظھر والعصر دون الفجر
والمغرب والعشاء والفتوی الیوم علی کراھة حضور ھن فی الصلوات کلھا نظھور
الفساد. اسی عینی جلد سوم میں آپ کی عبارت منقولہ سے ایک صفحہ پہلے ہے وقال ابن مسعود
رضی الله تعالیٰ عنه المراة عورة واقرب مانکون الی الله فی قعر بیتھا فاذا خرجت
استشرفھا الشیطان وکان عمر رضی الله تعالیٰ عنھما یقوم یحصب النسا یوم
الجمعة یخرجھن من المسجد وکان ابرھیم یمنع نساء ہ الجمعة والجماعة. یعنی
حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے عورت سراپا شرم کی چیز ہے، سب سے زیادہ
اللہ عزوجل سے قریب اپنے گھر کی تہ میں ہوتی ہے اور جب باہر نکلے شیطان اس پر نگاہ ڈالتا
ہے۔ اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما جمعہ کے دن کھڑے ہو کر کنکریاں مار کر عورتوں کو
مسجد سے نکالتے اور امام ابراہیم نخعی تابعی استاذ الاستاذ امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی
مستورات کو جمعہ و جماعات میں نہ جانے دیتے۔ جب ان خیر کے زمانوں ان عظیم فیوض و
برکات کے وقتوں میں عورتیں منع کر دی گئیں اور کاہے سے حضور مساجد و شرکت جماعت سے
حالانکہ دین متین میں ان دونوں کی شدید تاکید ہے تو کیا ان ازمنہ شرور میں ان قلیل یا موہوم
فیوض کے حیلے سے عورتوں کو اجازت دی جائے گی، وہ بھی کاہے کی زیارت! قبور کو جانے کی جو
شرعاً مؤکد نہیں اور خصوصاً ان میلوں ٹھیلوں میں جو خدا ناترسوں نے مزارات کرام پر نکال رکھے
ہیں یہ کس قدر شریعت مطہرہ سے مناقضت ہے؟ شرع مطہر کا قاعدہ ہے کہ جلب مصلحت پر سلب
مفسدہ مصلحت عظیم سے ائمہ دین امام اعظم وصاحبین ومن بعدہم نے روک دیا اور عورتوں کی
مسلیں نہ بنائیں کہ صالحات جائیں فاسقات نہ آئیں بلکہ ایک حکم عام دیا جسے آپ ایک پھانسی
میں لٹکانا فرما رہے ہیں کیا انہوں نے یہ آیتیں نہ سنی تھیں؟ افمن کان مومنا کمن کان فاسقا

فسادنیفن تو قطعاً مطلقاً حکم ممانعت متعین جیسے وہ بیسوں ہزار بریانیاں سب حرام ہوئیں حالانکہ ان میں یقیناً دس ہزار حلال تھیں۔ یہی مسلک علمائے کرام چلے۔

(۷) عینی شرح بخاری جلد سوم کی عبارت آپ نے نقل کی اس میں نہ زنان مصر سے حکم خاص ہے نہ مغنیہ ودلالہ کی تخصیص۔ اس میں سولہ صنف فسادزنان تو بیان کیں جن میں دو یہ ہیں اور فرمایا اوراس کے سوااور بہت اصناف قواعد شریعت کے خلاف۔ اور بتایا کہ ام المومنین اپنے ہی زمانے کی عورتوں کوفرماتی ہیں کہ ان میں بعض امور حادث ہوئے۔ کاش ان حادثات کو دیکھتیں کہ جب ان کا ہزارواں حصہ نہ تھے۔ اپنی عبارت منقولہ سے ایک ہی ورق پہلے دیکھئے جہاں انہوں نے اپنے ائمہ حنفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا مذہب نقل فرمایا ہے کہ حکم مطلق رکھا ہے نہ کہ زنان فتنہ گر سے خاص اوراس کی علت خوف فتنہ بتائی ہے نہ کہ خاص وقوع۔ یہی بعینہ نص ہدایہ ہے کہ یکرہ لهن حضور والجماعات یعنی الشواب منتهی لمافيه من خوف النقنه. ہاں جن سے وقوع ہورہا ہے جن سے زنان مصر اُن کیلئے حرام بدرجہ اولیٰ بتایا ہے کہ حب خوف فتنہ پر ہمارے ائمہ مطلقاً حکم حرمت فرما چکے تو جہاں فتنے پورے ہیں وہاں کا کیا ذکر؟ عبارت عینی یہ ہے قال صاحب الهداية يكره لهن حضور الجماعات قالت و شروح يعنى الشواب فيهن وقوله الجماعات يتناول الجمع والاعياد والكسوف والاستسقاء و عن الشافعى يباح لهن الخروج قال اصحابنا لان فى خروجهن خوف الفتنة وهو سبب للحرام وما يفضى الى الحرام حرام فعلى هذا قولهم يكره مراد هم يخرم لا سيمافى هذا الزمان شيوع الفساد فى اهله. پھر اسی صفحہ پر عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا جمعہ کے دن عورتوں کو کنکریاں مار کر مسجد سے نکالنا اور امام اجل ابراہیم نخعی تابعی کا اپنے یہاں کی مستورات کو جمعہ و جماعت میں نہ جانے دینا ذکر کیا۔ کما تقدم عنایہ سے گزرا کہ امیر المومنین فاروق اعظم نے عورتوں کو حضور مسجد سے منع فرمایا۔ کیا مدینہ طیبہ کی وہ بی بیاں کہ صحابیات و تابعیات تھیں اوران امام اجل تابعی کی مستورات معاذ اللہ فتنہ گر واہل فساد تھیں۔ حاشا ہرگز نہیں، یاللعجب! اگر صحابہ و تابعین کرام کو بھی کہا جائے کہ سب کو ایک لکڑی ہانکا اور متقین و فجار کا فرق نہ کیا فرق حاشا ثم حاشاہم۔ تو ثابت ہوا کہ منع عام ہے صرف فاسقات سے خاص نہیں اور ان کا خصوصاً فرما کر زنان مصر کے خصائل گنانا اس لئے ہے کہ ان پر بدرجہ اولیٰ حرام ہے نہ یہ کہ فقط فتنے اٹھانے والیوں کو ممانعت ہے یا وہ بھی صرف مغنیہ ودلالہ کو۔

(۸) اسی نے آپ کی منقولہ عبارت عینی جلد چہارم کا مطلب واضح کر دیا کہ حکم کیا بیان فرمایا کہ اب زیارت قبور عورتوں کو مکروہ ہی نہیں بلکہ حرام ہے۔ یہ نہ فرمایا کہ ویسی کو حرام ہے ایسی کو حلال ہے۔ ویسی کو تو پہلے بھی حرام تھا اس زمانے کی کیا تخصیص۔ آگے فرمایا خصوصاً زنان مصر اوراس کی تعلیل کی کہ ان کا خروج بروجہ فتنہ ہے۔ یہ وہی تحریم کی وجہ ہے نہ کہ حکم وقوع فتنہ سے خاص اور فتنہ گر عورتوں سے مخصوص۔ ہاں یہ مسلک شافعیہ کا ہے۔ ابھی امام عینی سے سن چکے کہ عن الشافعى يباح لهن الخروج. ولہذا کرمانی پھر عسقلانی پھر قسطلانی کہ سب شافعیہ ہیں شروح بخاری میں اس طرف گئے۔ کرمانی نے قول امام تیمی کہ اس حدیث میں فساد بعض زنان کے سبب سب عورتوں کو ممانعت پر دلیل ہے نقل کر کے کہا قلط الذى يقول عليه صاقلنا ولم يحدث الفسادفى الكل. ان کے اس خیال کے دو شافی جواب ابھی گزرے اور تیسرا سب سے اعلیٰ باذنہ تعالیٰ عنقریب آتا ہے۔ امام عینی نے یہیں اس سے تعرض نہ فرمایا کہ اسی حدیث کے نیچے ڈیڑھ ہی ورق پہلے اپنے مذہب اور اپنے ائمہ کا ارشاد بتا چکے تھے۔

(۹) عبارات غنیۃ کہ آپ نے نقل کی اس سے اوپر کی سطر دیکھئے کہ اجازت اس وقت تھی جب انہیں مسجدوں میں جانا مباح تھا اب مسجدوں کی ممانعت دیکھئے سب کو ہے یا صرف زنان فتنہ گر کو۔ اس کے سات سطر بعد کی عبارت دیکھئے يعضده المعنى الحادث باختلاف الزمان الذى بسببه كره لهن حضور الجمع والجماعات الذى اشارت اليه عائشة رضى

او نجعل المتقنيا كالفجار ٥ تواب کہ مفسدہ جب سے بہت اشد ہے اس مصلحت قلیل سے
روکنا کیوں نہ لازم ہوگا اور عورتوں کی قسمیں کیونکر چھانٹی جائیں گی؟
(۳) صلاح وفساد قلب امر مضمر ہے اور دعوے کیلئے سبکی زبان کشادہ اور محق ومبطل نا معلوم معہذا
اصلاح سے فساد کی طرف انقلاب کچھ دشوار نہیں خصوصاً ہوا لگ کر خصوصاً عورتوں کے دل کہ
تقلب کیلئے بہت آمادہ ولھذا رویدك ابخشة رفقا بالقواریر ارشاد ہوا۔ مرد کہ اپنے نفس پر
اعتماد کرے احمق ہے نہ کہ عورت۔ نفس تمام جہان سے بڑھ کر جھوٹا ہے جب قسم کھائے حلف
اٹھائے نہ کہ جب خالی وعدوں پر امید دلائے وما یعدھم الشیطن الاغرورا ٥ بالخصوص اب
کہ قطعاً فساد غالب اور صلاح نادر ہے اس صورت میں مفتی کو تفصیل کیونکر جائز؟ یہ تفصیل نہ ہوگی
بلکہ شیطان کو ڈھیل اور اس کی رسی کی تطویل۔ امام محقق علی الاطلاق فتح القدیر میں فرماتے ہیں
الفائز بهذا مع السلامة اقل قليل فلا يبنى الفقه باعتبارهم ولا يذكر حالهم قيد افى
الجواز لان شان النفوس الدعوے الكاذبة وانها لا كذب مايكون اذا حلفت فكيف
اذا ادعت سادات ثلاثه. علامہ حلبی وعلامہ طحطاوی وعلامہ شامی فرماتے ہیں وهو وجيه
شنيص على الكراهة و يترك التقيد بالتوفيق. درمنتقی شرح ملتقی میں ہے امامن كان
بخلافهم فنادرفى هذا الزمان فلا يفرد بحكم لحرج التميزبين الصلح والمفسد.
شرح لباب میں ہے لو كانت الائمة فى زماننا وتحقق لهم شانالصرحو بالحرمة۔
(۴) زیارت قبور پہلے مطلقاً ممنوع تھی پھر اجازت فرمائی۔ علماء کو اختلاف ہوا کہ عورتیں بھی اس
رخصت میں داخل ہوئیں یا نہیں عورتوں کو خاص ممانعت میں حدیث لعن الله زائرات
القبور. سے قطع نظر کر کے تسلیم کر لیجئے کہ ہاں عورتوں کو بھی شامل ہوئی مگر جس قدر اول کی عورتوں
کو جن میں حضور مساجد و جمعہ وعیدین کی اجازت بلکہ حکم تھا۔ جب زمانہ فساد آیا ان ضروری
تاکیدی حاضریوں سے عورتوں کو ممانعت ہوگئی تو اس سے یقیناً بدرجہ اولیٰ۔ اسی غنیتہ کے اسی ۵۹۵

میں اسی آپ کی عبارت منقولہ سے پہلے اس کے متصل ہے ينبغى ان يكون التنزيه مختصابز
منہ صلی تعالیٰ علیہ وسلم حيث كان يباح لهن الخروج للمساجد
والاعیادو غیر ذلك وان يكون فى زماننا التحريم الخ اس عینی جلد چہارم میں آپ کی
عبارت منقولہ سے کچھ سطریں پہلے امام ابوعمر سے ہے ولقد كره اكثر العلماء حزوجهن الى
الصلوات فكيف الى المقابر وما اظن سقوط فرض الجمعة عهن الادليلا على
مساكين عن الخروج فيما عدا ها.
(۵) حکم کتب میں توفیق بہت واضح ہے جواز نفس مسئلہ کا فی ذاتہ حکم ہے اور ممانعت بوجہ عارض
غالب تو فتویٰ نہ ہوگا مگر منع مطلق پر۔ فقہ میں اس کے نظائر بکثرت ہیں کہ بر عایت قیود حکم جواز
اور اس کی تصحیح تک کتب میں مصرح اور نظر بحال زمانہ حکم علماء منع مطلقاً جیسے جوار حرم و دخول زنان
بہ حمام و نفقۂ طالب علم ولعب شطرنج وغیرہا اول وسوم کی عبارات گزریں درمختار میں دربارۂ دوم
ہے فی زماننا لا شك فى الكراهة كافى و جماع الرموز. وردالمحتار میں دربارۂ اخیر ہے
هو حرام و كبيرة عند فاوفى اباحة اعانة الشيطان على الاسلام والمسلمين۔
(۶) اس تقریر سے اس کا جواب واضح ہو گیا کہ اگرچہ ایسی عورت ہزاروں میں ایک ہو جیسی
ہزاروں میں ہزار ہوں جب بھی معتبر نہیں کہ حکم فقہ باعتبار غالب ہوتا ہے نہ کہ ہزاروں میں ایک
یہیں سے بریانیوں کا حال کھل گیا دس ہزار بریانیاں مردار مینڈھے دنبے بکرے کی ہوں اور ان
میں دس ہزار ان مذبوح جانوروں کی مخلط ہوں بیس ہزار حرام ہیں یہاں تک کہ ان میں تحری
کرکے جسکی طرف حلت کا خیال جمے اسے کھانا بھی حرام نہ کہ دس ہزار میں ایک۔ درمختار میں ہے
نعتبر الغلبته فى اوان طاهرة ونجسته وميتة وذكية فان الا غلب طاهر اتحرى
وبالعكس والسوء لا. ہاں ایک حلال جدا ممتاز معلوم ہو تو کثرت حرام سے اس پر کیا اثر مگر
یہاں سن چکے کہ فساد وصلاح قلب مضمر اور تمیز متعذر رنا میسر درمنتقی کی عبارات ابھی گزری پھر غلبۂ

الـلـه تعالىٰ عنها يقو لها لو ان رسول الله ﷺ راى ما احدث النساء بعده لعهن كما
مـنـعـت نسـاء نبـى اسـرائيـل واذا قـالـت عائشه رضى الله تعالىٰ عنها هذا عن نساء
زمـانها فما ظنك بنساء زما ننا. دیکھئے اسی منع مساجد سے سند لی جس کا حکم عام ہے تولمافی
حـزو حهن فی الفساد سے فساد بعض ہی مراد اور اسی سے منع کل مستفاد نہ کہ صرف فساد والیوں
پر قصر ارشاد۔

(۱۰) غنیۃ نے ان دونوں عبارتوں کے بیچ میں آپ کے عبارت منقول کردہ متصل بحوالہ
تا تارخانیہ تھا۔ یہ شعبی سے جو کچھ نقل فرمایا وہ بھی ملاحظہ ہو سـئـل الـقـاضی عن جواز خروج
الـنسـاء الـى الـمـقـابر قال لا یسال عن الجواز والفسادفی مثل هذا وانما يسأل عن
مقدار ما يلحقها من اللعن فيها واعلم انها كلما قصدت الخروج كانت فى لعنة الله
تـعـالـىٰ ومـلائـكـتـه واذا خـرجـت تحفها الشياطين من كل جانب واذا اتت القبور
يـلـعـنـهـا روح الميت واذا رجعت كانت فى لعنة الله. یعنی امام قاضی سے استفتاء ہوا کہ
عورتوں کا مقابر کو جانا جائز ہے یا نہیں فرمایا ایسی جگہ جواز وعدم جواز نہیں پوچھتے یہ پوچھو اس میں
عورت پر کتنی لعنت پڑتی ہے جب گھر سے قبور کی طرف چلنے کا ارادہ کرتی ہے اللہ اور فرشتوں کی
لعنت میں ہوتی ہے۔ جب گھر سے باہر نکلتی ہے سب طرفوں سے شیطان اسے گھیر لیتے ہیں،
جب قبر تک پہنچتی ہے میت کی روح اس پر لعنت کرتی ہے، جب واپس آتی ہے اللہ کی لعنت
میں ہوتی ہے۔ ملاحظہ ہو استفتاء کیا خاص فاسقات کے بارے میں تھا، مطلق عورتوں کے قبروں کو
جانے سے سوال تھا۔ اس کا یہ جواب ملا۔ اس جواب میں کہیں فاسقات کی تخصیص ہے۔ غرض یہ
تمام عبارات جن سے آپ نے استدلال فرمایا آپ کی نقیض مدعا میں نص ہیں۔

(۱۱) یہاں ایک نکتہ اور ہے جس سے عورتوں کو مسلمین بنانے ان کے صلاح وفساد پر نظر کرنے کے
کوئی معنی ہی نہیں رہتے اور قطعاً حکم سب کو عام ہو جاتا ہے اگر چہ کیسی ہی صالحہ پارسا ہو فتنہ دو ہی



نہیں کہ عورت کے دل سے پیدا ہو وہ بھی اور سخت تر ہے جس کا فساق سے عورت پر اندیشہ ہو۔
یہاں عورت کی صلاح کیا کام دے گی؟ حضرت سیدنا زبیر بن العوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی
زوجہ مقدسہ صالحہ عابدہ زاہدہ تقیہ نقیہ حضرت عاتکہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اسی معنے پر عملی طور سے
متنبہ کر کے حاضری مسجد کریم مدینہ طیبہ سے باز رکھا۔ ان پاک بی بی کو مسجد کریم سے عشق تھا۔
پہلے امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نکاح میں آئیں، قبل نکاح امیر المومنین
سے شرط کرائی کہ مجھے مسجد سے نہ روکیں۔ اس زمانہ خیر میں محض عورتوں کو ممانعت جزمی نہ تھی جس
کے سبب بیبیوں سے حاضری مسجد اور گاہ گاہ زیارت بعض مزارات بھی منقول۔ صحیحین میں
حضرت ام عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے نهينـا عـن اتبـاع الـجنائز ولم يوم علينا. ہمیں
جنازوں کے پیچھے جانے سے منع فرمایا گیا مگر قطعی ممانعت نہ تھی۔ اسی غنیۃ کی اس عبارت میں
فرمایا کہ یہ اس وقت تھا جب حاضری مسجد انہیں جائز تھی اب حرام اور قطعی ممنوع ہے۔ غرض اس
وجہ سے امیر المومنین نے ان کی شرط قبول فرمالی پھر بھی چاہتے یہی تھے کہ یہ مسجد نہ جائیں۔ یہ
کہتیں آپ منع فرمادیں میں نہ جاؤں گی۔ امیر المومنین بپابندی شرط منع نہ فرماتے وہ نہ مانتیں۔
ایک روز انہوں نے یہ تدبیر کی کہ عشا کے وقت اندھیری رات میں ان کے جانے سے پہلے راہ
میں کسی دروازے میں چھپ رہے۔ جب یہ آئیں اس دروازے سے آگے بڑھی تھیں کہ انہوں
نے نکل کر پیچھے سے ان کے سر مبارک پر ہاتھ مارا اور چھپ رہے۔ حضرت عاتکہ نے کہا انـا الله
فسد الـنـاس. ہم اللہ کیلئے ہیں لوگوں میں فساد آ گیا۔ یہ فرما کر مکان کو واپس آئیں اور پھر جنازہ
ہی نکلا تو حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں یہ تنبیہ فرمائی کہ عورت کیسی ہی صالحہ ہو اس کی
طرف سے اندیشہ نہ سہی فاسق مردوں کی طرف سے اس پر خوف کا کیا علاج؟ اب یہ سب کو ایک
پھانسی لٹکانا ہوا یا مقدس پاک دامنوں کی عزت کو شریروں کے شر سے بچانا۔ ہمارے ائمہ نے
دونوں علتیں ارشاد فرمائیں۔ ارشاد ہدایہ لـما فيه من خوف الفتنة دونوں کو شامل ہے۔ عورت

سے خوف ہو۔ یا عورت پر خوف ہو اور آگے علت دوم کی تصریح فرمائی کہ لا باس للعجوزان تخرج فی الضجر والمغرب والعشاء وقال یخرجن فی الصلوات کلها لانه لافتنة الرغبة الیهاوله ان فرطاشبق حامل فنفع الفتنة عیر ان الفساق انتشار هما فی الظهر والعصر والجمعة. محقق علی الاطلاق نے فتح القدیر میں فرمایا بالنظر الی التعلیل المذکور منعت غیر المزینة ایضا نعلبة الفساق ولیلا وان کان النص بحیة لان الفساق فی زماننا اکثر انتشارهم و تعرضهم باللیل و عم المتاخرون المنع للجنائز وواشواب فی الصلوات کلها لغلبة الفساد فی سائر الاوقات. اس مضمون کی عبارت جمع کی جائیں تو ایک کتاب ہو۔ خود اسی عمدۃ القاری جلد سوم میں ا۸۲ عبارت منقولہ سے سوا صفحہ پہلے دیکھئے فیه (ای فی الحدیث) انه ینبغی (ای للزوج) ان یأذن لها ولا یمنعهم مما فیه منمعتها وذلك اذالم یخف الفتنة علیها ولا بها وقد کان هوا الاغلب فی ذلك الزمان بخلاف زمان هذا فان الفساد فیه فاش.والمفسدون کثیرون و حدیث عائشة رضی الله تعالیٰ عنها یدل علی هذا. اسی کی جلد چہارم کی عبارت کا مطلب واضح کر دیا کہ حکم کیا بیان فرمایا یہ کہ اب زیارت قبور عورتوں کو مکروہ ہی نہیں بلکہ حرام ہے۔ یہ نہ فرمایا کہ ویسی کو حرام ہے ایسی کو حلال ہے۔ ویسی کو تو پہلے بھی حرام تھا اس زمانے کی کیا تخصیص۔ آگے فرمایا خصوصاً زنان مصر اور اس کی تعلیل کی کہ ان کا خروج بروجہ فتنہ گر عورتوں سے مخصوص۔ ہاں یہ مسلک شافعیہ کا ہے۔ ابھی امام عینی سے سن چکے کہ عن الشافعی یباح لهن الخروج ولہٰذا کرمانی پھر عسقلانی پھر قسطلانی کہ سب شافعیہ ہیں۔ شروح بخاری میں اس طرف گئے۔ کرمانی نے قول امام تیمی کہ فساد بعض زنان کے سبب سب عورتوں کو ممانعت پر دلیل ہے۔ نقل کر کے کہا قلت الذی یعول علیه ماقلنا ولم یحدث الفساد فی الکل جلد چہارم میں ابو عمر ابن عبد البر سے دیکھئے اما الشواب فلا توء من من الفتنة علیهن وبهن حیث خرجن ولا شی للمرأة



احسن من لزوم قعربیتها الحمدلله. اب تو وضوح حق میں کچھ کمی نہ رہی۔ ذرا یہ بھی دیکھ لیجے کہ ہمارے علماء کرام نے خروج زن کے چند مواضع گنائے جن کا بیان ہمارے رسالہ مروج النجا لخروج النساء میں ہے اور صاف فرما دیا کہ ان کے سوا میں اجازت نہیں۔ اور اگر شوہر اذن دیگا تو دونوں گنہگار ہونگے۔ درمختار میں ہے لا تخرجُ الالحق لها اوعلیها ولزیارة ابو بها کل جمعة مرة اوالمحارم کل سنة ولکو نها قابلة اوغاسلة لا فیما عداذلك وان اذن کانا عاصیین نوازلؔ. امام فقیہ ابو اللیث وفتاویٰ خلاصۃ فتح القدیر وغیرہا میں ہے یجوز للزوج ان یاذن لها بالخروج الی سبعة مواضع زیارة الابوین وعیادتهما وتعزیتهما اواحد هما وزیارة المحارم فان کانت قابلة وغاسلة اوکان لها علی آخر حق اوکان لا خر علیها حق تخرج بالاذن ویغیر الاذن والحج علی هذا و فیما عداذلك من زیارة الاجانب وعیادتهم والولیمة لا یأذن لهاء لو اذن وخرجت کانا عاصیین۔ ملاحظہ ہو ان میں کہیں زیارت قبور کا بھی استثنا کیا۔ کیا یہ استثنا کسی کتاب معتمد میں مل سکتا ہے؟

(۱۳) اقول وباللہ التوفیق وبه الوصول الی ذری التحقیق. ان تمام مباحث جلیلہ سے بحمد اللہ تعالیٰ ایک جلیل و دقیق توفیق انیق ظاہر ہوئی۔ عامہ مجوزین نفس زیارت قبر لکھتے ہیں کہ اس کی اجازت عورتوں کو بھی ہوئی۔ زیارت قبور کے لئے خروج نسا نہیں کہتے۔ عام کتب میں اسی قدر ہے اور مانعین زیارت قبر کیلئے عورتوں کے جانے کو منع فرماتے ہیں ولہٰذا خروج الی المساجد کی ممانعت سے سند لاتے ہیں اور ان کے خروج میں خوف فتنہ سے استدلال فرماتے ہیں۔ تمام نصوص کہ ہم نے ذکر کئے اسی طرف جاتے ہیں تو اگر قبر گھر میں ہو یا عورت مثلاً حج یا کسی سفر جائز کو گئی راہ میں کوئی قبر ملی اس کی زیارت کر لی بشرطیکہ جزع و فزع و تجدید حزن و بکا و نوحہ و افراط و تفریط ادب وغیرہا منکرات شرعیہ سے خالی ہو۔ کشف بزدوی میں جن روایات سے اصحبت رخصت پر استناد فرمایا ان کا مفاد اسی قدر ہے۔ حیث قال والا صح ان الرخصة ثابته

للرجال والنساء جميعا فقد رای ان عائشة رضی الله تعالیٰ عنها كانت تزور قبر
رسول الله ﷺ فی کل وقت وانها لما خرجت حاجته زارت قبر اخيها
عبدالرحمٰن. **بحرالرائق وعالمگیری وجامع الرموز ومختار الفتاوی وکشف الغطاوسراجیہ ودرمختار وفتح**
**المنان کی عبارتیں جن سے تصحیح المسائل میں استناد کیا ہمارے خلاف نہیں۔ہاں مائۃ مسائل پر رد**
**میں جس میں مطلق کہا تھا زنان رازیارت قبور بقول اصح مکروہ تحریمی ست۔ لاجرم وہی درمختار**
**جس میں تھا** لا باس بزيارة القبورنساء. **اسی میں ہے** ويكره حزوجهن تحريما. **وہی**
**بحرالرائق جس میں تھا** الا صح ان الرخصة ثابته لهما. **اسی میں ہے** لا ينبغی للنساء ان
يخرجن فی الجنازة لان النبی صلی الله تعالیٰ عليه وسلم تها هن عن ذلك وقال
انصرفن مازورات غير ماجورات ابتاع جنازه. **کہ فرض کفایت جب اس کیلئے ان کا خروج**
**ناجائز ہوا تو زیارت قبور کہ صرف مستحب ہے اس کیلئے کیسے جائز ہوسکتا ہے؟ پھر نفس زیارت قبر**
**جس کیلئے عورت کا خروج نہ ہو اس کا جواز بھی عندالتحقیق فی نفسہ ہے کہ جن شروط مذکورہ سے**
**مشروط ان کا اجتماع نظر بعادت زنان نادر ہے اور نادر پر حکم نہیں ہوتا تو سبیل اسلم اس سے بھی**
**روکتا ہے۔ردالمحتار ومنحۃ الخالق میں ہے** ان كان ذلك لتجديد الحزن والبكاء والندب
علی ماجرت به عادتهن فلا يجوزه عليه حمل حديث لعن الله زائرات القبور وان
كان للاعتبار والترحم من غير بكاء والتبرك بزيادة قبور الصالحين فلا باس اذا كن
عجائز ويكره اذا كن شواب لحضور الجماعة فی المسجد اھ زادفی ردالمحتار
وهو توفيق حسن. اھ **وکتبت علیہ** **اقول قدعلم ان الفتوی علی منع مطلقا ولو عجوز**
**اولو ليلا فكذلك فی زيارة القبور بل اولی.**

**(۱۴) آپ نے ایک صورت شیخ فانی مرتعش سے پردے کے اندر توجہ لینے کی ذکر کی ہے اس میں**
**کیا حرج ہے جبکہ خارج سے کوئی فتنہ نہ ہو نہ اسے یہاں سے علاقہ۔**



**(۱۵) مگر وہ جو عورت کا خلیفہ ہونا لکھا صحیح نہیں۔ائمہ باطن کا اجماع ہے کہ عورت داعی الی اللہ نہیں**
**ہو سکتی۔ہاں تدابیر ارشاد کردہ مرشد بتانے میں سفیر محض ہو تو حرج نہیں۔امام شعرانی میزان**
**الشریعۃ الکبریٰ میں فرماتے ہیں** قداجع اهل الكشف علی اشتراط الزكورة فی كل داع
الی الله ولم يبلعتا ان احدامن نساء السلف الصالح تصدرت لتربية المردين
ابدالنقص النساء فی الدرجة وان وردالكمال فی بعضهن مريم بنت عمران وآسية
امرأة فرعون فذلك كمال بالنسبة للتقوی والدين لا بالنسبة للحكم بين الناس
وتسليكهم فی مقامات الولاية وغاية امر المرأة ان تكون عابدة زاهدة كرابعة
العدوية رضی الله تعالیٰ عنها والله سبحنه و تعالیٰ اعلم وعلمه حل مجدده اتم
واحكم۔

......☆......

## بنام مولانا مولوی قاضی غلام گیلانی صاحب لاهور

بسم الله الرحمٰن الرحیم

نحمده و نصلی علی رسوله الکریم

بملاحظہ مولانا المکرم ذی المجد والکرم والفضل لاتم مولانا مولوی قاضی غلام گیلانی صاحب اکرمہ اللہ تعالیٰ وتکرم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

مجھے ۲۷ محرم سے یکم ربیع الاول شریف (۱۳۲۸ھ) تک بخار کے دورے ہوئے جن میں بعض بہت شدید تھے۔ اب تین روز سے ببرکت دعاء جناب بخار تو نہیں آیا مگر ضعف بدرجہ غایت ہے اسی حالت حمی میں پہلے سوال سامی کا جواب حاضر کر دیا تھا اور رسالہ دربارۂ ذبیحہ پہلے جبل پور جانے اور اب اس بخار کے دوروں کے سبب نہ ہوسکا۔ طالب عفو و دعا ہے۔ بنایہ اور ابو المکارم میرے پاس نہیں۔ شبلی علی الزیلعی و ہندیہ میں بعد ولادت بھی بقاء حق اعتراض صرف شیخ الاسلام سے نقل کی ہے اور اس کی طرف کوئی میل ان کی عبارت سے نہیں پایا جاتا۔ اکابر ومشاہیر کا جزم اسی پر ہے کہ مالم تلد زیلعی میں تھا الا اذا سکت الی ان تلد فیکوف رضادلالة اس پر شلبی نے کہا وعن شیخ الاسلام ان له التفریق بعد الولادة الضیا اھ کمال منقول عنہ کمال کی عبارت یہ ہے لایکون سکوت الولی رضا الا ان سکت الی ان ولدت منه فلیس للاولیاء حق الفسخ حکم اس میں بھی یہ ہی لکھا ہے۔ آگے استدراکاً قول شیخ الاسلام ذکر کیا اور طحطاوی میں تو اس قول کا ذکر تک نظر نہ آیا بلکہ ایک عبارت شارح سے ایہام ہوتا تھا کہ اگر ولی کو خبر نکاح نہ ہو تو بعد ولادت بھی معترض ہوسکتا ہے اس پر اعتراض کر دیا متن میں تھا ــــــــ ه الاعتراض مالم تلد اسے شارح نے یوں بنایا مالم یسکت حتی تلد اس پر محشی نے فرمایا الا ولی حذف مافی الشرح لانه یفهم ان ذلك عن علم فلو کان عن غیر علم یکون له الاعتراض وان ولدت والعلة تنفی ذلك فالاولی ابقاء المصنف علی ظاهره



فتامل. روافض کے نزدیک کوئی قرشی غیر علوی علویہ کا کفو نہیں اور ہمارے نزدیک قریش بعضهم اکفاء بعض. بعض میرے پاس بنایہ نہیں کہ دوسرا قول معلوم ہو۔ یہ صورت کہ یہاں واقع ہوئی کہ ولی دعوی تفریق کر چکا اس کے بعد ولادت ہوئی اختلاف سے برکراں ہے مسقط حق تفریق سکوت حتی تلد تھا وہ نہ پایا گیا کہ قبل ولادت دعوی دائر ہو چکا پھر ان تکلفات کی ضرورت کیا ہے جبکہ مفتی بہ مطلقاً فساد وعدم انعقاد ہے۔ والسلام۔

......☆......

# بنام جناب حکیم عبد الرحمٰن صاحب سونی پت روھتک

مولانا المکرّم اکرمکم السلام علیکم ورحمۃ وبرکاتہ-کارڈ کے مطالعہ سے محظوظ ہوا۔مولی تعالیٰ آپ کو برکات دے۔ایسی حق پسندی وحق جوئی نہایت قابل مسرت ہے ماکان ومایکون جسکے ذرہ ذرہ کا احاطہ کلیہ قرآن عظیم واحادیث صحیحہ وارشادات ائمہ سے آفتاب روشن کی طرح ثابت ہے اس کے معنی ماکان من اول یوم ویکون الی آخر الایام ہیں یعنی روز اول آفرینش سے روز قیامت تک جو کچھ ہوا اور ہونے والا ہے ایک ایک ذرہ کا علم تفصیلی حضور کو عطا ہوا۔شرق وغرب میں سمٰوات وارض میں عرش وفرش میں کوئی ذرہ حضور کے علم سے باہر نہیں۔ذات وصفات حضرت عزت احاطہ وتناہی سے بری ہیں ممکن نہیں کہ جمیع مخلوقات کا علم مل کر اس کی ذات علیہ یا کسی صفت کریمہ کو محیط ہوسکے،کبھی کوئی اسے پورا نہ جان سکے گا۔مومنین واولیاء انبیاء اور خود حضور سید الانبیاء علیہم وعلیہم افضل الصلوٰۃ واکمل التسلیمات ابدالاباد تک اس کی معرفت میں ترقی فرمائیں گے،ہر روز اس کے وہ محامد معلوم ہونگے جو کل تک نہ معلوم تھے اور یہ سلسلہ ابد تک رہے گا کبھی ختم نہ ہوگا،روزانہ بیشمار علوم متعلق ذات وصفات ان پر منکشف ہونگے اور ہمیشہ ذات و صفات میں نامتناہی غیر معلوم رہے گا کہ وہ محیط کل ہے کسی کے احاطہ میں نہیں آسکتا۔وہ حدیث متعلق بہ محامد علوم ذات وصفات میں ہے اور بے شک حق ہے اور دعوے اہل حق کو کچھ مضر نہیں ولہ الحمد وھو تعالیٰ اعلم۔

......☆......